بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ

وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيّاً وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِيْلاً وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَ

تُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلاً

اِس کتابچے میں آپ جانیں گے۔۔۔

- ✓ مہدویت سے متعلق بحث کی ضرورت واہمیت کیا ہے؟
- ✓ امام (عج) کی غیبت سے کیا مراد ہے اور اِس کا فلسفہ کیا ہے؟
- ✓ ہم زمانۂ غیبت میں امام زمانہ (عج) کے وجودِ مقدس سے
کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟
- ✓ انتظارِ امام (عج) سے کیا مراد ہے اور ہم امام کے حقیقی منتظر کیسے بنیں؟
- ✓ امام (عج) کے ظہور کی شرائط کیا ہیں؟
- ✓ امام (عج) کے ظہور کی علامات کیا ہیں؟

✵✵✵✵✵

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۷	مقدمہ
۸	مہدویت کی بحث کی ضرورت واہمیت
۸	بحث کے اہداف
۸	مہدویت پر بحث کرنے کی ضرورت
۹	۱) اعتقادی پہلو
۱۰	۲) معاشرتی پہلو
۱۱	۳) سیاسی پہلو
۱۲	۴) تاریخی پہلو
۱۳	۵) ثقافتی پہلو
۱۵	غیبت امام زمانہ(عج)کا فلسفہ
۱۵	بحث کے اہداف
۱۷	غیبت کی حکمتیں
۱۷	۱)غیبت از اسرارِ الٰہی
۲۰	۲)آپ(عج) کی جان کی حفاظت
۲۱	۳)مومنین کی آزمائش اوران کا خالص کیا جانا
۲۴	۴)امام زمانہؑ کے پرمقاصد پروگرام کوقبول کرنے کے لئے روحی اورفکری طور پر تیاری
۲۴	۵)امام زمانہؑ کی تیاری
۲۷	زمانۂ غیبت میں امام عصر(عج) کے وجود کی فیوض وبرکات
۲۹	۱) امام واسطۂ فیض ہے

۲) بلاؤں کا رفع ہونا	۳۰
۳) امید دلانا	۳۱
۴) خودسازی	۳۲
۵) مکتب تشیع کا تحفظ	۳۳
۶) فریاد کو پہنچنا	۳۷
۷) علمی وفکری پناہ گاہ	۳۸
امام زمانہ (عج) کے انتظار کی خصوصیات	۴۱
بحث کے اہداف	۴۱
منتظرین کی ذمہ داریاں	۴۶
۱) امام (عج) کی معرفت	۴۶
۲) نمونہ عمل	۴۸
۳) امام (عج) کی یاد	۵۰
۴) اجتماعی ذمہ داریاں	۵۲
انتظار کے اثرات	۵۵
شرائط وعلائم ظہور	۵۷
اہداف	۵۷
دنیا ظہور کے وقت	۵۷
ظہور کی شرائط (اسباب) اور نشانیوں میں فرق	۶۰
ظہور کی شرائط اور اسباب	۶۱
الف) منصوبہ بندی	۶۲
ب) رہبری	۶۴
ج) انصار	۶۵
انصار کی خصوصیات	۶۶

د) عام آمادگی	۷۰
علامات ظہور	۷۲
الف) سفیانی کا خروج	۷۳
ب) خسف بیداء	۷۳
ج) یمانی کا قیام	۷۴
د) آسمانی آواز	۷۴
ھ) نفس زکیہ کا قتل	۷۵

❁❁❁❁❁

مقدمہ

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنۡ ماتَ وَلَمۡ یَعۡرِفۡ إمامَ زَمانِهِ مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیَّة

''جو اِس حالت میں مرا کہ زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو، جاہلیت کی موت مرا۔''

(کمال الدین وتمام النعمہ ،۱۳۹۵ق، ج۲،ص۴۱۰)

موجودہ استعماری واستکباری معاشرہ جس میں اہلِ ایمان کو کمزور کردیا گیا ہے اور عام عوام کوظلم کی چکی میں پیسا جارہا ہے ایسے معاشرے میں مظلوم عوام ومومنین کی اُمید صرف وصرف اپنے زمانے کے امام (عج) سے ہے، اسی اُمید کی کرن کو روشن رکھنے کے لئے اور خصوصاً نوجوان نسل کو امام مہدی (عج) کی معرفت دینے کے لئے اور اِس کی روشنی میں بہتر راستے کا انتخاب کرنے کے لئے المہدی (عج) ادارۂ تربیتِ اسلامی نے کتابچہ

''**امامت ومہدویت**'' کو تدوین کیا ہے۔

اُمید ہے نوجوان نسل اس سے بخوبی فائدہ اُٹھائے گی۔ انشاءاللہ

❁❁❁❁❁

مہدویت کی بحث کی ضرورت واہمیت

بحث کے اہداف

۱) مہدویت کے موضوع پر مختلف پہلوؤں سے تجزیہ وتحلیل کی ضرورت سے آشنائی
۲) دینی تعلیمات میں امامت اور مہدویت کے موضوع کی اہمیت جاننا
۳) امام سے وابستگی اور آپ کے وجود کی ضرورت کا احساس بیدار کرنا
۴) امام کی ضرورت اور امام کے اوصاف کی شناخت

مہدویت پر بحث کرنے کی ضرورت

ہر بحث کے مسائل میں وارد ہونے سے پہلے اس بحث کی ضرورت پر توجہ کرنی چاہیے تا کہ اس بحث کو مناسب دقت اور اہتمام سے شروع کیا جا سکے، اس وجہ سے ابتداء میں ہم چند سوالات پیش کرتے ہیں:

۱) آیا ''مہدویت کے موضوع'' پر بحث عملی اور پریکٹیکل فائدہ کی حامل ہے یا فقط تھیوری ہے؟
۲) آیا مہدویت اور اس سے متعلقہ مسائل پر بحث کرنا آج کے انسان کی ضرورت ہے اور کیا وہ اس کی توقعات کو پورا کر سکتی ہے؟
۳) ''مہدویت'' پر عقیدہ ایک مسلمان کی زندگی میں کون سی تبدیلی لا سکتا ہے؟ وغیرہ ''موعود'' یا ''مصلح کل'' کا موضوع ایک ایسا نظریہ اور خیال نہیں ہے کہ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ذہن میں پیدا ہوا ہو اور یہ ایسا موضوع ہو کہ جو انسانیت کے دردوں کی تسکین اور مظلوموں کی دلداری کا ذریعہ ہو بلکہ یہ موضوع شیعیت کی شناخت ہے کہ جس کی ضرورت اور اہمیت کو آیات و روایات کی روشنی میں درک کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر تحریر میں، بطور اختصار مہدویت کے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں:

۱) اعتقادی پہلو

عقیدہ زندگی کی اصل اور اساس ہے یعنی انسان میدان عمل میں جو کچھ بھی انجام دیتا ہے اس کی بنیاد اس کے عقائد ہوتے ہیں۔

بناء برایں اگر انسان کا عقیدہ صحیح اور مستحکم ہو تو انسان عملی میدان میں لغزش اور شک و شبہ کا شکار نہیں ہوگا۔ وہ اہم ترین چیز کہ جو ایک صحیح عقیدے کو تشکیل دیتی ہے وہ معرفت ہے۔

معرفت حاصل کر کے ہی ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام ہی آئمہ ھدیٰ کی امامت کو دوام دینے والی شخصیت ہیں۔ آپ فیض الٰہی کے (بندوں تک پہنچنے کے لئے) واسطہ، خاتم اوصیاء اور مظہر صفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

امام زمانہ علیہ السلام خالق کائنات کی معرفت کا وسیلہ و ذریعہ ہیں جیسا کہ احادیث میں خداوند متعال اور اس کے اوصاف کی معرفت کا ذریعہ اور وسیلہ، اولیائے خدا، آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی شناخت کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہستیاں مظہر اسمائے الٰہی ہیں اور ان ذوات مقدسہ کی صحیح معرفت ہی خدا کی معرفت کا وسیلہ و ذریعہ قرار پاتی ہے۔

شیعہ اور سنی راویوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

مَن مَاتَ وَلَم یَعرِفُ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیَّة

''جو شخص اس حال میں مرا کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت (شناخت) نہ رکھتا ہو۔ وہ جہالت کی موت مرا''

بعض دعاؤں میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ معرفت امام کی توفیق طلب کریں

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِن لَّم تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِینِی

''خداوندا! اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔''

کیا اتنی (روایات) کی موجودگی کے باوجود، امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت کا اہتمام نہیں کرنا چاہیے؟ اور کیا حضرت ولی العصر علیہ السلام کے مقدس وجود کے مختلف پہلوؤں کو بہتر طریقے سے نہیں پہچاننا چاہیے؟

امام زمانہ کی صحیح اور درست شناخت سے کیسے غافل رہ سکتے ہیں جبکہ امام زمانہ اپنے غیبت کے زمانہ میں بھی سب مخلوقات کو اپنے فیض سے محروم نہیں رکھتے اور ہم سب امام زمانہ علیہ السلام کی امامت کے فیوضات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

۲) معاشرتی پہلو

جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے اس وقت سے ایک سعادت مند معاشرتی زندگی کی آرزو کر رہا ہے۔ اگر اس خواہش کے برآوردہ ہونے کا امکان نہ ہوتا تو ہرگز ایسی خواہش، آرزو اور امید انسان کی فطرت میں قرار نہ دی جاتی جیسے کہ اگر پانی اور غذا نہ ہوتی تو پیاس اور بھوک بھی نہ ہوتی۔

مہدویت ایک ایسی فکر ہے کہ جو بہت سے معاشرتی اثرات رکھتی ہے۔ ان میں سے سب سے اہم اثر، معاشرے کے پیکر سے مایوسی اور نا امیدی کا خاتمہ ہے مہدویت یعنی روشن مستقبل کی امید اور مظلوم اور بے سہارا بشریت کے لئے آزادی کا پیغام اور یہ کہ ایک دن ایک مرد خدا آئے گا اور لوگ جس چیز کی امید رکھتے ہیں وہ انجام پذیر ہو کر رہے گی۔

ہر مسلمان کا اس چیز پر پختہ یقین ہے کہ جو معاشرتی نظام، اس کی جائز خواہشات و آرزوؤں کی تکمیل کر سکتا ہے اور جو اس معاشرتی نظام کو حق و عدالت کی بنیاد پر استوار کر سکتا ہے وہ اسلام کا وہ

خوبصورت ''حکومتی نظام'' ہے۔جس کی کامل و مکمل شکل امام زمانہ کے ظہور کے وقت تشکیل پائے گی۔اوراس بات پر یقین امید،نشاط اور زندگی کے مساوی ہے۔

یہ فکر اتنی واضح اور روشن ہے کہ حتیٰ کہ بعض مستشرقین (جیسے جرمن فلسفی ماربین) نے بھی اس کو وضاحت سے بیان کیا ہے کہ

''انتہائی اہم معاشرتی مسائل میں سے ایک مسئلہ جو امید (نجات) کا موجب ہوسکتا ہے وہ حضرت حجت ولی العصر کے وجود پر اعتقاد رکھنا اوران کے ظہور کا انتظار ہے۔''

بناء بر ایں، مہدی موعود علیہ السلام کے مقدس وجود پر عقیدہ رکھنا، (انسانوں کے) دلوں کے اندر امید کو زندہ کر دیتا ہے، جو انسان اس ''اصل'' پر عقیدہ رکھتا ہے وہ نا امید (اور مایوس) نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک روشن اختتام حتمی ہے۔لہٰذا کوشش کرتا ہے کہ خود کو اس (روشن اختتام) تک پہنچائے اور یہی نظریہ اس کی مسلسل حرکت کا سبب بنتا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر روشن اختتام کو حقیقی شکل دینے کی راہ میں جدوجہد کرتے ہوئے سختیوں و ناخوشگوار حوادث و واقعات کے سامنے شکست تسلیم نہیں کرتا۔اس کا یہی عمل ''مہدویت'' پر اعتقاد کے زیر اثر، بشریت کے لئے حاصل ہونے والا سب سے بڑا معاشرتی تحفہ ہے۔

۳) سیاسی پہلو

عالمی سطح پر تاریخ ہمیشہ مختلف حکومتوں اور نظاموں کی شکست کی شاہد رہی ہے۔عرصہ دراز تک دو غالب نظریات (کیپٹلزم،مغرب کی لبرل ڈیموکریسی کے نمائندہ کے طور پر اور کیمونزم،سوشلزم کے نمائندہ کے طور پر) ایٹمی اور غیر ایٹمی اسلحے کے ذریعے دنیا کیلئے خطرہ بنے رہے اور یہی ان کے نظریات اور نظاموں کی شکست کی واضح ترین دلیل ہے۔

ان نظریات نے عرصہ دراز تک معاصر عالمی سیاسی تفکر کو متاثر کئے رکھا لیکن گذشتہ کچھ عرصے سے ایک شکست سے دوچار ہوا اور دوسرا شکست کے دہانے پہ ہے،مغربی لبرل ڈیموکریسی کو درپیش

چیلنج کا آسانی سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔اس (لبرل ڈیموکریسی) میں اخلاقی ،نفسیاتی ،ٹیکنالوجی اور علمی (معرفتی) بحرانوں کی بہتات اس بات کی علامت ہے کہ یہ نظام ایک سنگین شکست سے دوچار ہونے والا ہے۔

ایسے حالات میں ناکامیوں،کھوکھلے نعروں اور امن وسلامتی کے سراب دیکھ کر تھکے ماندہ انسانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

آج کی بشریت عالمی سیاست میں نظر ثانی اور جدت کی پیاسی ہے۔درحقیقت آج کا انسان شدید تشنگی محسوس کر رہا ہے اور اس کو صرف ''مدینہ فاضلہ'' یعنی امام مہدی علیہ السلام کا نظام اور پروگرام ہی سیراب کر سکتا ہے۔

نظریہ مہدویت ایک عالمی نظریہ ہے اور یہ نظریہ دنیا کو چلانے کا ایک پروگرام اور منصوبہ رکھتا ہے۔بناء برایں جو نظام اور پروگرام عصر حاضر کے انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ ''مہدویت'' یہی فکر ہے۔اور مہدویت کے حکومت کے بارے میں بلند ترین اور قیمتی اہداف ومقاصد ہیں، حتیٰ کہ یہ فکر مہدویت، دینی حکومت (کے قیام) کے لئے ایک مفید اور قابل عمل منصوبہ بندی قرار پاسکتی ہے۔

اگر (نظریہ) مہدویت صحیح انداز میں بیان ہوجائے تو دنیا بھر میں اصلاحی تحریکوں میں جان پڑ جائے گی۔جس طرح کہ انقلاب اسلامی ایران،حضرت امام مہدی کے عالمی انقلاب کے لئے مناسب پیش خیمہ اور نقطہ آغاز بن چکا ہے۔

۴) تاریخی پہلو

مہدویت کا سلسلہ امامت اور نبوت کے تسلسل کا نام ہے۔اس وجہ سے تاریخ کے ایک حساس دور میں اس کا آغاز ہوا ہے۔اور آج تک جاری وساری ہے اور مہدویت کا یہ سلسلہ بشریت کی دنیوی زندگی کے اختتام تک باقی رہے گا۔لہٰذا امام علی علیہ السلام سے لے کر امام ولی عصر تک

(ان آئمہ کی) امامت کی کیفیت کے بارے میں بالعموم اور مہدویت کے بارے میں بالخصوص مسلمانوں کا ردعمل اور نیز اس سے پیش آنے والے تاریخی حوادث، تاریخ اسلام کے اہم اور حساس موضوعات قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

مہدویت کے موضوع پر ہمیشہ بحث ہوتی رہی ہے اور شیعہ، سنی روایات میں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت امام مہدی کے ظہور کے بارے میں کثرت سے بشارتیں ذکر ہوئی ہیں۔ تاریخ اسلام میں ہمیشہ امام مہدی موعود کے عقیدے پر بہت سے آثار مرتب ہوئے ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ماضی اور حال میں بہت سی اصلاحی تحریکیں، نظریہ مہدویت سے متاثر تھیں (جیسے مصر میں فاطمیوں کی تحریک اور سوڈان میں مہدی سوڈانی کی تحریک)، (مہدی) موعود پر عقیدہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی اصلاحی تحریکوں نے اسلامی معاشرے پر جو عجیب اثرات چھوڑے انہیں دیکھ کر کچھ حیلہ بازوں نے بھی لفظ مہدی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے غلط اہداف تک پہنچنے کے لئے مہدویت کا دعویٰ کیا اور مسلم معاشروں کے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملالیا۔

۵) ثقافتی پہلو

ہم مسلمانوں کی (جملہ) ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ مہدویت کے کلچر کو پھیلانے کے لئے زمین ہموار کر کے آنحضرت کے ظہور میں (مزید) تاخیر کو روکیں۔ مہدویت کے ثقافتی پہلو کے اعتبار سے چند نکات پر کام کرنے کی ضرورت ہے:

۱: انتظار کی پالیسی کو واضح کرنا

انتظار کی پالیسی کا مطلب ہے وسعت نظر کے ساتھ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے تمام وسائل اور توانائیوں کو کام میں لانا۔ امام کا ظہور فقط اسی وقت ہوگا جب ہم جمود کی حالت سے نکل کر اپنے آپ کو ایک فعال اور متحرک پروگرام کے تحت منظم کریں اور اپنے مشن تک پہنچنے کے لئے تمام توانائیاں بروئے کار لائیں اور ہماری نظر مستقبل پر ہونی چاہئے۔

کیونکہ جب تک مستقبل روشن اور واضح نہ ہو اس وقت تک صحیح منصوبہ بندی نہیں کی جاسکتی۔

۲: غلط افکار کی پہچان

ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی کمزوریوں کو پہچانیں اور ان کا ازالہ کریں۔ مثال کے طور پر امام زمانہ علیہ السلام کی بحث میں افراطی رنگ نہ دیں۔ فقط امام کے قہر وغضب کا چہرہ لوگوں کے سامنے نہ رکھیں بلکہ امام کے اسوہ رحمت اور ان کی بے پناہ بخشش کو بھی پیش کریں۔ اسی طرح ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے کہ انتظار کا مفہوم تحریف کا شکار نہ ہو جائے۔ اور معاشرے میں ظلم وستم کے بڑھنے پر بھی سکوت اختیار نہ کریں کہ غلط افکار معاشرے پر حکم فرما ہوں۔

۳: دشمن شناسی

اسلام دشمن، معاشرے میں مہدویت کی تعلیم کے رشد کو روکنے یا تحریف کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور دشمن کو تو ایسا ہی کرنا چاہیے، اگر دشمن ایسا نہ کرے تو تعجب کرنا چاہیے۔ چونکہ دشمن کی ماہیت ہی یہی ہے۔ پس اہل حق کو کوشش کرنی چاہیے کہ مہدویت کی ابحاث کو صحیح انداز میں پیش کریں تاکہ ہر قسم کی تخریب وتحریف کو روکا جاسکے۔

❁❁❁❁❁

غیبت امام زمانہ (عج) کا فلسفہ

بحث کے اہداف

۱) گذشتہ انبیاء کی غیبت سے آشنائی

۲) فلسفہ غیبت سے آشنائی

۳) زمانہ غیبت میں امامؑ کے وجود کی فیوض و برکات سے آشنائی

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِللّٰھُمَّ بَلَی لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰہِ بِحُجَّةٍ إِمَّا ظَاھِراً مَشْھُوراً وَ إِمَّا خَائِفاً مَغْمُوراً لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰہِ وَبَیِّنَاتُه

''ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے۔ چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو، یا خائف و پنہاں، تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں۔''

(نہج البلاغہ، حکمت ۱۴۷)

ہماری احادیث کے ماخذات میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ ابْنِی ھُوَ الْقَائِمُ مِنْ بَعْدِی وَ ھُوَ الَّذِی یَجْرِی فِیهِ سُنَنُ الْأَنْبِیَاءِ

''مہدی وہ ذات ہے کہ جس میں تمام انبیاء علیھم السلام کی سنتیں اور صفات جاری ہوں گی، تو ان میں سے ایک سنت لوگوں سے ایک طویل زمانہ تک غائب رہنا ہے۔''

(بحارالانوار ج ۵۱ ص ۲۲۴)

امام زمانہ (عج) کی دو غیبتیں ہیں ایک غیبت صغری ہے جس میں اگر وہ مخفی زمانہ بھی شامل کیا جائے کہ جب آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے تو یہ غیبت کل ۷۵ سال بنتی ہے، اس کے بعد

۳۲۹ ھجری سے آپ کی غیبت کبری شروع ہوئی کہ جو ابھی تک جاری ہے، یہاں ایک قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ان دونوں غیبتوں میں امام عالی مقام (عج) کا رابطہ لوگوں سے مکمل طور پر منقطع نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا۔

آپ کی غیبت صغری کے زمانے میں آپ کے نائبین حضرات ترتیب کے ساتھ یہ ہیں:

۱) عثمان بن سعید۔۔۔از 260ھ، تا 267ھ (7 سال)

۲) محمد بن عثمان بن سعید۔۔۔از 267ھ تا 305ھ (38 سال)

۳) حسین بن روح نوبختی۔۔۔از 305ھ تا 326ھ (21 سال)

۴) علی بن محمد سمری۔۔۔از 326ھ تا 329ھ (3 سال)

یہ مکتب تشیع کی چار ممتاز شخصیات عظیم علماء میں سے تھیں اور تمام اھل ایمان و ولایت کے نزدیک محترم تھیں اور امام علیہ السلام اور لوگوں کے درمیان امام کی سفیر اور رابطہ کا وسیلہ تھیں، لیکن غیبت کبری کے زمانے میں امام زمانہ (عج) کا لوگوں سے رابطہ کچھ اور انداز سے شروع ہوا اب امام اور لوگوں کے درمیان رابطہ، لوگوں کی فقہی ضروریات پوری کرنا اور ان کی معاشرتی، سیاسی اور دینی مشکلات میں ان کی رہنمائی اور ان پر رہبری کا کام ان فقہاء حضرات کے کاندھوں پر ہے کہ جو آئمہ اھل بیت علیھم السلام کی شرائط پر پورے اترتے ہیں، یہ شرائط فقہی کتابوں میں مذکور ہیں ان کا خلاصہ یہی ہے کہ وہ علماء اور فقہاء اس منصب (نیابت امام زمان (عج)) کی لیاقت رکھتے ہیں جو علم و عمل دانائی و کردار اور تقوی میں سب سے زیادہ ائمہ اھل بیت کے نزدیک ہوں اور دین الھی کا زبان و کردار کے ساتھ پرچار کرنے والے، تمام مسائل پر گہری مخلصانہ بصیرت کے حامل اور اسلام و مسلمین کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کی مالی و جانی قربانی سے دریغ نہ کرنے والے ہوں۔

غیبت کی حکمتیں

ہمارے دینی معارف سے امام زمانہ (عج) کی غیبت پر چند حکمتیں ذکر کی جاتی ہیں:

۱) غیبت از اسرار الٰہی

اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ایک اسم حکیم ہے تقریبا قرآن مجید میں یہ اسم ۸۰ دفعہ سے زائد آیا ہے مثلاً

إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (بقرہ ۲۷)

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (انعام ۱۸)

وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (انفعال ۷۱)

اور ہم فرشتوں کی زبانی سنتے ہیں کہ:

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (بقرہ ۳۲)

چونکہ اللہ تعالی ان آیات کی بنا پر حکیم ہے اور حکیم کبھی بغیر مقصد کے کام نہیں کرتا لہٰذا یہ تمام حوادث اور واقعات جو اس کے حکم کی بنا پر متحقق ہوتے ہیں یقیناً ان کا کوئی نہ کوئی ھدف ہے اگر چہ یہ فعل کا ھدف ہے نہ کہ فاعل کا ھدف۔

ہمارے معارف دینی اور فلسفہ الٰھی میں فعل کے ھدف اور فاعل کے ھدف کے درمیان ایک گہرے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس طرح کہ اللہ تعالی کا اپنا ھدف و مقصد نہیں ہے چونکہ وہ غنی اور بے نیاز ہے اور کمال مطلق ہے اس کی ذات ہر قسم کی کمی اور نقص سے خالی ہے جیسا کہ رجب کی دعا میں پڑھتے ہیں جو امام زمانہ سے ان کے دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان

رضوان اللہ علیہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی کہ امام فرماتے ہیں:

یافاقد کل مفقود (مفاتیح الجنان ص ۲۳۲)

وہ کسی بھی ھدف و مقصد تک پہنچنے کے لئے کام نہیں کرتا کیونکہ وہ کامل واکمل ذات پہلے ہی سے غنی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (عنکبوت ۶۰)

لیکن اللہ تعالیٰ کے افعال باھدف ہیں باالفاظ دیگر یہاں دو چیزیں ہیں:

الف: اللہ تعالیٰ کا اپنا ذاتی کوئی ھدف نہیں چونکہ لغنی عن العالمین ہے

ب: اس کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ جو فعل بھی انجام دے وہ فعل ھدف کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ نے جس موجود کو بھی حیات سے نوازا اسے اس کی تخلیق کے ھدف کی طرف ھدایت دی، حکیم سبزواری رحمۃ اللہ کے بقول:

اذ مقتضی الحکمۃ والعنایۃ ایصال کل ممکن لغایۃ...

''اللہ تعالیٰ کی حکمت وعنایت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ہر موجودِ ممکن کو اس کی تخلیق کے ھدف و مقصد کی طرف رہنمائی کرے۔''

اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواھی میں بھی یہی چیز ہے کہ یہ سب فرامین حکمت ومصلحت کی بنیاد پر ہیں، یہ سب مصلحتیں لوگوں کے لئے ہیں ان کا فرض ہے کہ ان مصلحتوں اور اھداف کو پہچانیں اگر پہچانیں گے تو ان بندوں کا فائدہ ہے نہ پہچانیں گے تو ان کا نقصان ہے ورنہ اللہ تو اس فائدہ اور نقصان سے منزہ ہے، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کا مسئلہ جو کہ اسلام کے اہم اور پیچیدہ مسائل میں سے ہے اور اس غیبت کے لئے حکمت اور مصلحت ہے جو کہ خود امام اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یہ کہ یہ مصلحت کامل طور پر ہمیں کیوں نہیں معلوم اس حوالے سے توجہ رکھنی چاہئے کہ کائنات میں بہت سے حقائق ہیں جو ابھی تک مجہول ہیں یا ایسے واقعات وحادثات رونما ہوتے ہیں کہ ہم ان کی حقیقت سے بے خبر ہیں، اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہمارا علم نہایت ہی

محدود ہے اوران سب مجہولات کوروشن کرنے پرقادرنہیں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

وَ ما أُوتيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَليلاً

''اورتمہیں تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔''(اسراء۸۵)

قرآن کے مطابق انسانوں کو بہت کم علم دیا گیا ہے۔

البتہ ہوسکتا ہے کہ اس لاعلمی اور بے خبری میں بھی حکمت ہواوراس کا معلوم ہونا ہمارے لئے بہتر نہ ہو، امام زمانہ (عج) کی غیبت کا مسئلہ بھی شاید انہی چیزوں کی مانند ہے کیونکہ ابھی تک اس کی تمام تر جہات ہمیں معلوم نہیں ہوسکیں۔ یہ ایک راز ہے اللہ اور امام مہدی (عج) کے درمیان کہ خود امام مہدی (عج) سرّ اوراسم اعظم ہیں کہ جن کا دل پروردگار علیم وحکیم کی تجلی گاہ ہے۔

ہم امام زمانہ (عج) کی زمانہ غیبت میں دعا پڑھتے ہیں:

وَ صَبِّرْنِي عَلَى ذَلِكَ حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَ لَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ وَ لَا أَكْشِفَ عَمَّا سَتَرْتَهُ وَ لَا أَبْحَثَ عَمَّا كَتَمْتَهُ وَ لَا أُنَازِعَكَ فِي تَدْبِيرِكَ وَ لَا أَقُولَ لِمَ وَ كَيْفَ وَ مَا بَالُ وَلِيِّ أَمْرِ اللَّهِ لَا يَظْهَرُ وَ قَدِ امْتَلَأَتِ الْأَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ وَ أُفَوِّضُ أُمُورِي كُلَّهَا إِلَيْكَ

''اے ہمارے پروردگار مجھے حضرت کی غیبت کی اس مصیبت عظیم پر صبر کرنے کی توفیق عطا کر، تاکہ میں جہاں، تو نے تاخیر کی وہاں جلدی اور جہاں، تو نے جلدی کی وہاں تاخیر نہ چاہوں اور جسے تو نے چھپایا اسے ظاہر کرنا اور جسے تو نے پنہاں کیا اسے ڈھونڈ نا نہ چاہوں اور نہ تیری تدبیر میں تجھ سے نزاع کروں اور نہ کہوں کہ کیوں اور کیسے یوں ہوا؟ اور زبان پر اعتراض جاری نہ کروں کہ کیوں ولی امر (اور صاحب فرمان خدا) ظاہر نہیں ہوتے حالانکہ زمین ظلم وستم سے لبریز ہوچکی ہے، اے پروردگار توفیق دے کہ تیرے ارادہ ومشیت کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور سب امور تجھ پر چھوڑ دوں۔''

عن عبد الله بن الفضل الهاشمی قال: سمعت الصادق جعفر بن محمد

علیہ السلام یقول إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ غَيْبَةً لَا بُدَّ مِنْهَا يَرْتَابُ فِيهَا كُلُّ مُبْطِلٍ فَقُلْتُ لَهُ وَلِمَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ لِأَمْرٍ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا فِي كَشْفِهِ لَكُمْ قُلْتُ فَمَا وَجْهُ الْحِكْمَةِ فِي غَيْبَتِهِ

''عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا امام مہدی کے لئے یقیناً غیبت ہے یعنی اللہ تعالی کی طرف سے طے ہو چکا ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ تک غیب رہیں ایسی غیبت ہوگی کہ یہ باطل پسند متردد ہو جائے گا راوی نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس کے ظاہر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا لہٰذا ضروری ہے کہ روز موعود تک یہ راز مخفی رہے۔'' (بحارالانوارج ۵۲،ص۹۱)

گذشتہ بحث سے روشن ہوا اصل یہی ہے کہ پروردگار کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔خواہ ہمیں حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔اور احادیث میں غیبت کو سرّ الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔آج اس بحث کو احادیث کی روشنی میں بڑھاتے ہیں اور دیکھتے ہیں معصومین علیھم السلام نے غیبت کے فلسفہ میں مزید کیا فرمایا ہے؟

۲) آپ (عج) کی جان کی حفاظت

غیبت امام زمانؑ کا ایک اور فلسفہ یہ ہے تا کہ ائمہ علیھم السلام کا یہ آخری فرد زندہ رہے اور مناسب حالات میں اللہ تعالی کے عہد کو پورا کرنے کے لئے قیام کرے، اگر یہ غیبت کا مسئلہ پیش نہ آتا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ علیھم السلام کی پیشین گوئیوں کے مطابق کہ انہوں نے فرمایا تھا امام مہدی (عج) قیام کریں گے اور ظلم و بے انصافی کو مٹا دیں گے اور شرک و کفر و نفاق کے نمونوں کو ذلت سے خاک میں ملا دیں گے تو اس نے زمانہ کے طاغوت اور ظالم حکمران طبقہ آپ کو شہید کر دیتے، کیونکہ انصار و یاوران کی مطلوبہ تعداد نہ ہوتی اور اس عظیم تبدیلی کے لیے مناسب تیاری نہ کیے ہوتے۔جس طرح دیگر آئمہ علیہم السلام شہید ہوئے یہ بھی شہید ہو جاتے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا بُدَّ لِلْغُلَامِ مِنْ غَيْبَةٍ فَقِيلَ لَهُ وَلِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يَخَافُ الْقَتْلَ،

''میرا بیٹا مہدی ضرور غائب ہوگا پوچھا گیا وہ کیوں غائب ہوں گے تو آپ نے فرمایا: قتل کے خوف سے۔'' (علل الشرائع، ج ا،ص ۲۸۴، باب ۱۷۹، ح ا بحارالانوار، ج ۲،ص ۹۰، ح ۱۷)

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے۔ کہ امام موت وشہادت سے نہیں ڈرتے بلکہ راہ خدا میں شہادت ہمارے آئمہ علیہم السلام کا فخر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شہادت فخر ہے لیکن مقصد نہیں ہے۔ مقصد صرف اور صرف پروردگار کی اطاعت ہے اگر اسکی رضا شہادت میں ہے تو وہ فخر ہے اگر اسکی رضا زندہ رہنے میں ہے تو زندگی کو موت سے بچانا ضروری ہے۔ امام مہدی (عج) کو اللہ تعالی نے عظیم الہی حکومت برپا کرنے اور ظالموں کو مٹانے کے لیے بھیجا اور یہ کام زندہ رہ کر ہوسکتا ہے لھذا امام کے لیے اپنی زندگی کو بچانا ضروری ہے اور غیبت بہترین وسیلہ ہے زندگی کی بقاء کا۔ تا کہ وہ ملت اور نسل آجائے جو یہ کہے اے مہدی اے ہمارے مولا ہم سب کچھ برداشت کریں گے لیکن آپ کی دوری نہیں آپ ظہور کریں ہم سب آپکی نصرت میں تیار ہیں اور سب کچھ قربان کرنے کے لیے حاضر ہیں۔

۳) مومنین کی آزمائش اور ان کا خالص کیا جانا

پیغمبروں کی بعثت سے لیکر اب تک ایک سنت الٰہی ،لوگوں کو امتحان وآزمایش میں ڈالنا ہے جیسا کہ پروردگار قرآن مجید میں فرماتا ہے:

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

''پروردگار ایسا نہیں ہے کہ مومنین کو اس حال میں کہ جیسے تم ہو چھوڑ دے (بلکہ ان کی ضرور آزمایش کرے گا) تا کہ نجس کو پاک سے جدا کیا جائے۔'' (آل عمران:۱۷۹)

پروردگار کی آغاز دین سے یہی سنت جاری ہے اور جاری رہے گی حتی

یمیز الخبیث من الطیب

تاکہ وہ دنیا سے لولگائے مادیت میں غرق ہوکر آلودہ لوگوں کو خیر و آخرت کی طرف سبقت کرنے والے پاکیزہ لوگوں سے جدا کرے۔

امام مہدی علیہ السلام کہ جنہوں نے اپنے جانثاروں کے ساتھ مل کر جہان میں ایسی بڑی بڑی تبدیلیاں لانی ہیں کہ اقوام عالم کو ظلم وستم کی زنجیروں سے آزاد کر کے جہان عدل وحق میں لانا ہے تو ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے جانثاروں کو اتنی بڑی آزمایش غیبت اور اس زمانہ غیبت میں اسلامی وظائف ادا کرنا کا سامنا کرنا پڑے تاکہ امام زمانہ کی فوج میں شامل ہوکر اتنے بڑے امور انجام دینے کے لئے پاکیزہ لوگ تیار ہوکر آئیں۔

ہم اگر غور کریں تو قرآن نے انتہائی شفاف انداز سے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اس سے ہم بہتر طریقے سے اس الٰھی سنت کو اور اس کے پس پردہ نورانی مقاصد کو سمجھ سکتے ہیں، پروردگار فرماتا ہے:

وَ تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ ءَامَنُواْ وَ يَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ ءَامَنُواْ وَ يَمْحَقَ الْكَٰفِرِينَ

’’اور ہم تو زمانے کو لوگوں کے درمیان الٹتے پلٹتے رہتے ہیں تاکہ اللہ صاحب ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو پسند نہیں کرتا اور اللہ صاحبان ایمان کو چھانٹ کر الگ کرنا چاہتا ہے اور کافروں کو مٹا دینا چاہتا ہے۔‘‘

(آل عمران آیت ۱۴۰، ۱۴۱)

اگرچہ ہر دن انسان کے لئے امتحان ہے، لیکن غیبت کبری کا زمانہ مومنین کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے کہ جو اپنے امام کے عشق و بابصیرت ایمان کے ساتھ بہت بڑی عدالت کے تحقق

کے لئے انتظار کررہے ہیں اور یہ حق وایمان کے عاشقوں کومعلوم ہے کہ یہ انتظار کس قدر ہمت و حوصلہ کا کام ہےاور ایک مقام پر پروردگار فرماتا ہے:

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ

''آیا لوگ سمجھتے ہیں کہ امنا وصدقنا کہنے سے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا بغیر اس کے کہ انہیں فتنوں میں آزمایا جائے؟ ہرگز نہیں ہم نے تو پچھلی امتوں کو بھی آزمایا تھا کہ اللہ تعالی ضرور پہچان لے ان لوگوں کو جنہوں نے سچ کہا اور ضرور پہچان لے گا جھوٹے لوگوں کو۔'' (عنکبوت آیات ا تا ۳)

ایک حدیث میں صحابی رسول جابر بن عبداللہ انصاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں:

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِلْقَائِمِ مِنْ وُلْدِكَ غَيْبَةٌ قَالَ إِي وَرَبِّي وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِين

''اے رسول اللہ آیا آپ کے فرزند قائم (مہدی علیہ السلام) کے لئے غیبت ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں پروردگار کی قسم اور یہ غیبت اس لئے ہے کہ اللہ تعالی اس دورانیہ میں چاہتا ہے کہ مومنین کو خالص کرے اور کافروں کو نابود کرے۔''

(بحارالانوار ج ۳۶،ص ۱۲۶)

یعنی مومنین مختلف حوادث، مشکلات اور بے عدالتی کے گرداب میں پھنس کر جہاد کرتے ہیں اور آلودہ میلانات اور نفسانی خواہشات سے اپنے دامن کو چھڑا کر پاکیزہ ہوتے رہتے ہیں تا کہ آخر الزمان میں مصلح الٰھی کی ہدایت تلے انسانوں کی ظلمت بھری راہوں میں راہنمائی کا چراغ بنیں۔

۴) امام زمانہؑ کے پرمقاصد پروگرام کو قبول کرنے کے لئے روحی اور فکری طور پر تیاری

واضح سی بات ہے کہ اس پروگرام کو قبول کرنے سے پہلے انسانوں میں ضروری استعداد یعنی بلوغت عقلی اور شدید ضرورت کا احساس پیدا ہونا چاہئے امام مہدی علیہ السلام ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قیام فرمائیں گے۔

إذا قامَ قائِمُنا وَضَعَ اللهُ يَدَهُ عَلى رُؤسِ العِبادِ فَجَمَعَ بِها عُقولَهُم و كَمُلَت بِهِ أحلامُهُم

''جب ہمارے قائم قیام فرمائیں گے تو اللہ تعالی اپنا دست لطف ورحمت اپنے بندوں کے ذہن ودل پر رکھے گا اور اس عنایت کے نتیجہ میں ان کے ذہن کامل ہوجائیں گے اور امام کے الٰھی پروگرام کو قبول کرنے اور ان کی عظمت کے آگے سر جھکانے کو تیار ہوجائیں گے۔'' (کمال الدین:675)

۵) امام زمانہ(عج) کی تیاری

اللہ تعالی کی طرف سے یہ جو عظیم ذمہ داری ان کے دوش مبارک پر رکھی گئی:

يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَ قِسطاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْما

''وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی'' (معجم الاحادیث الامام المھدی ص ۱۱۳)

اس کے لئے تیاری بھی ایک وجہ غیبت ہوسکتی ہے۔امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَعْطِفُ الْهَوَى عَلَى الْهُدَى إِذَا عَطَفُوا الْهُدَى عَلَى الْهَوَى، وَ يَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَى الْقُرْآنِ إِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَى الرَّأْيِ۔

''وہ خواہشوں کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف

موڑ دیا ہوگا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جب کہ انہوں نے قرآن کو (توڑ مروڑ کر) قیاس ورائے کے دھڑے پر لگا لیا ہوگا۔" (نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۸)

مندرجہ بالا دونوں احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہے کہ اللہ تعالی کے اس عظیم مصلح کو دو زمانوں میں دو بڑی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ایک عالمی سطح پر جس کا تعلق تمام انسانوں سے ہے اور دوسری اسلامی دنیا میں کہ جس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے عالمی سطح پر مصیبت ظلم وستم ہے کہ جس نے انسانی زندگی کو نابودی کے دھانے پر کھڑا کیا ہوا ہے اور انسانوں کی ہوا وہوس اور حیوانی بے لاگ خواہشات ہیں کہ جنہوں نے انسانوں کو پیغمبروں کی نورانی ھدایت والے راستے سے منحرف کر کے ضلالت وغلاظت کی کھائیوں میں گرا دیا ہے، تو وہ الھی وجود عبدیت الھی کے سماں میں مرحلہ کمال تک پہنچ رہا ہے اور عالم بشریت کے وجدان وضمیر اس کے انتظار میں ہیں کہ کب وہ اپنے دوش پر پرچم ھدایت لئے ہوئے انسان کو خواہشات ومیلانات، گناہ اور ظلم کی ظلالت بھری فضا سے نکالے اور ان کی شخصیت کے حسین شگوفے کھل اٹھیں اور ان کے دلوں پر حکمت وخیر کے چشمے جاری ہوں اور وہ اپنے پروردگار کے مقام قرب کی طرف سفر کا آغاز کریں۔

ہاں وہ انسانوں کے ہاتھوں سے ہوا وہوس کا پرچم لے لیں گے اور ہدایت کا علم ان کے کاندھوں پر رکھ دیں گے: **یعطف الھوی علی الھدی اذ عطفوا الھدی علی الھوی**

یہ عالمی عدل وانصاف کا ایک مصداق اور حیات انسانی اور الھی انبیا کی رسالت کا وہ ھدف ہے کہ قرآن مجید نے اس کا وعدہ دیا ہے **لیقوم الناس بالقسط**، اس طرح کہ رحمت کی چھتری عالم انسانیت پر اپنا سایہ کرے تا کہ انسانی معاشرہ اس عدالت کے خیمہ میں صلح، محبت، صداقت، امن، اور اللہ کی بندگی میں اولیا اور انسان کامل کی صورت میں تیار ہوں، **یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا** (میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک قرار مت دو)، پردہ غیبت سے اپنا جلوہ ظاھر کرے گا اور پوری زمین کو الھی پرستش کا معبد بنائے گا۔

اب دیکھتے ہیں کہ جھان اسلام اور قرآن کے پیروکاروں پر کیا ہوگا؟ تو اس زمانہ غیبت میں

جہاں اسلام میں ظلم وستم کسی اور شکل میں ظاھر ہوگا اور وہ بے عدالتی کی شکل ہوگی قرآن مجید کی اپنی ناقص اور بدعملی سے آلودہ آراء کے ساتھ تفسیر ہوگی ، دنیا کے طالب اور دین فروش لوگ دین اور قرآن مجید کو دنیاوی مال تجارت سمجھ کر اپنی پست دنیاوی زندگی پر برباد کریں گے۔

بقول امام علی علیہ السلام کے ایسے جاھل لوگ لوگوں پر مسلط ہوں گے کہ لوگ لاعلمی میں انہیں علماء سمجھیں جبکہ وہ علم سے خالی ہوں گے، ایسے لوگ اپنی جاھلانہ اور گمراہ کن باتوں سے لوگوں کو اپنے دام میں پھنسائیں گے اور ان کی سادگی اور جہالت سے خوب فائدہ اٹھائیں گے اور آیات کی غلط تفسیر کرتے ہوئے ان سے سنگین جرائم و گناہ کروائیں گے، وہ ظاھر شبھات سے احتیاط کریں گے لیکن شبھات میں غرق ہوں گے بدعت کے مخالف ہوں گے مگر خود سب سے بڑے بدعت گزار ہوں گے ان کا ظاھر انسانی ہوگا مگر باطن حیوان سے بدتر ہوگا انہیں نہ راہ ہدایت کی پہچان ہوگی کہ پیروی کریں اور نہ سیاہی قلب کی بنا پر اپنی گمراہی کا علم ہوگا کہ اس سے بچیں وہ مردہ ہوں گے کہ جب وہ سانس لے رہے ہوں گے۔ (اقتباس از خطبہ ۸۶ نہج البلاغہ)

تو امام مہدی اس صورت میں قرآن مجید کو ان کی پر خطا اور ناحق آراء و نظریات کے شکنجہ سے آزاد کروائیں گے اور ان بدعمل خائن، دنیا پرست ،فریب کار اور نام کے علماء کو نابود کریں گے، ایسا عظیم کام کہ جو تمام انبیاء و رسل و ائمہ الھی کی تبلیغ کا مقصود ہے اسے انجام دینے کے لئے آپکا معنوی تکامل ضروری ہے اس حوالے سے یہ بھی ایک وجہ غیبت شمار ہوتی ہے اگر چہ آپ حجت الھی اور اسم اعظم پروردگار ہیں پوری کائنات میں کامل ترین انسان ہیں اور سب سے زیادہ مقرب الھی ہیں لیکن اس قانون قرآنی کی بنا پر قل رب زدنی علما آپ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ الھی تربیت، تعلیم جلال و جمال حق سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور ہر حوالے سے انسانوں کی زندگی میں بالخصوص مومنین کی نیتوں اور اعمال دین میں ان کی باطنی ھدایت میں مشغول ہیں تا کہ جنود الھی کی شکل میں آنے والے کل میں تمام قوتوں کے ساتھ باطل سے ٹکرائیں گے اور حق و عدالت کے نور سے پوری کائنات کو روشن کر دیں۔

زمانۂ غیبت میں امام عصرؑ کے وجود کی فیوض و برکات

سوال: **ہم اس غیبت امام (عج) کے دور میں ان سے کیا فائدہ وفیض حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ امام (عج) تک ظاہری طور پر ہماری دسترس نہیں ہے۔ ہمارے بعض اہلسنت برادران یہ کہتے ہیں اس امام کا کیا فائدہ جو غائب ہو؟**

جواب: یہی سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضور سے کیا کہ: کیا اس زمانے میں ہم حجت خدا اور امام کے وجود سے فایدہ اٹھا سکیں گے؟ اگر مستفیض ہوں گے تو کیسے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر کے سوال کے جواب میں فرمایا:

و قد سُئل: هَل يَنْتَفِعُ الشّيعةُ بالقائمِ عليه السلام فی غَيبتِه ؟: إی و الّذی بَعَثَنی بالنّبوّةِ ، إنّهم لَينتَفِعونَ بهِ ، و يَستَضيؤونَ بنورِ وَلايتِهِ فی غَيبتهِ كانْتِفاعِ النّاسِ بالشَّمسِ و إنْ جَلّلَها السَّحابُ ۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کا منصب دے کر مبعوث کیا ہے، یقیناً لوگ (غیبت کے زمانے میں) امام غایب کے وجود کے نور سے منور ہوں گے اور ان کی ولایت (اور وجود) سے اسی طرح مستفیض ہوں گے جس طرح سورج سے فایدہ اٹھایا جاتا ہے اگر چہ بادلوں نے اسے (سورج) چھپا دیا ہو۔ (کمال الدین، ج۱، باب ۲۳، حدیث ۳)

اور خود حضرت مہدی (عج) نے فرمایا:

أمّا وَجهُ الانْتِفاعِ بی فی غَيبَتی فكالانْتِفاعِ بالشَّمسِ إذا غَيَّبها عَنِ الأبصارِ السَّحابُ، و إنّی لَأمانٌ لأهلِ الأرضِ كما أنّ النُّجومَ أمانٌ لأهلِ السَّماءِ ۔

''جہاں تک میری غیبت کے زمانے میں مجھ سے مستفیض ہونے کی بات ہے تو لوگ مجھ سے اسی طرح فایدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج سے فایدہ اٹھایا جاتا ہے کہ جب سورج بادل کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔'' (کمال الدین، ج ۲، باب ۴۵، ح ۴)

اس وجہ تشبیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

۱) جس طرح سورج اس منظومہ شمسی کا مرکز اور محور ہے اور زمین اور دیگر سیارے اس کی گرد گھومتے اور چکر لگاتے ہیں اور اگر سورج کو ان کے درمیان سے ہٹالیا جائے تو پورا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ خدا کی حجت اور امام معصوم کا مقام و منزلت بھی خدا کے نزدیک ایسا ہی ہے اور اگر یہ کرۂ خاکی خدا کی حجت اور امام معصوم کے وجود سے خالی ہوجائے تو یہ زمین اور انسانی معاشرہ کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور کوئی ذی روح زندہ نہ رہ سکے گی۔

چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَو بَقِيَتِ الأَرضُ بِغَيرِ إمامٍ لَسَاخَت۔

''اگر زمین خدا کی حجت اور معصوم امام کے وجود سے خالی ہوجائے اور باقی رہ جائے تو یہ اپنے اہل کے ساتھ دھنس جائے گی۔'' (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۷۹)

۲) جسطرح سورج کی گرمی اور نور بادلوں کے پیچھے سے زمین تک پہونچتا ہے اور زمین کی روشنی اور گرمی کا سبب بنتا ہے بالکل اسی طرح معصوم امام اور خدا کی حجت کے وجود کی برکات پردہ غیب میں رہتے ہوئے بھی لوگوں تک پہنچتی رہتی ہے اور انسانی معاشرہ آپ کے وجود سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ ضروری ہے کہ یہاں پر امام معصوم کے وجود کے آثار اور فوائد کے بارے میں ذرا تفصیل سے بحث کریں (تاکہ قارئین زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرسکیں)

مکتب تشیع میں امام علیہ السلام کے وجود کے فوائد کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱) وہ آثار اور فوائد جو امام معصومؑ کے اصل وجود کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں اور غیبت یا حضور امام سے مربوط نہیں ہیں۔

۲۔ وہ آثار فوائد جو امام معصوم کے حضور اور ظہور پر منحصر ہیں ۔غیبت کبری میں امامت کے تمام فیوض و برکات در اصل ان آثار و فوائد میں منحصر ہیں جو امام کے وجود اور غیبت میں انکے افعال وکردار پر مترتب ہوتے ہیں۔

غیبت کبری میں امام عصرؑ کے فوائد اور فیوضات مندرجہ ذیل ہیں:

ا) امام واسطۂ فیض ہے

یعنی امام کے وجود کا پہلا اثر اور فایدہ یہ ہے کہ امام معصوم خدا اور اسکے بندوں کے درمیان فیض پہنچانے کا واسطہ اور ذریعہ ہے، اور جو بھی فیض اور نعمات انسان تک پہنچتی ہیں وہ سب امام معصوم کے ذریعہ ہم تک پہنچتی ہیں اور امام کا واسطہ فیض ہونا دو طرح سے تصور کے قابل ہے:

الف: دنیا کا نظام اسباب و مسببات پر قائم و جاری ہے اور ہر چیز ایک سبب یا علت کی وجہ سے وجود میں آتی ہے، یہ ممکن نہیں کہ کسی سبب اور علت کے بغیر کوئی چیز وجود میں آئے، اور ان تمام اسباب و علل کا سلسلہ خدا کی حجت ہی کی وجہ سے قائم ہے، چونکہ احادیث و روایات میں بار بار اس بات پر تاکید کی گئی ہے کہ اگر خدا کی حجت سے دنیا ایک ساعت یا پلک جھپکنے کی مدت خالی ہوجائے تو یہ دنیا اور کرۂ ارضی نابود ہوجائے گا۔

عن ابی حمزة الثمالی عن ابی عبداللہ (ع) قال: أَ تَبْقَى الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ۔ (کمال الدین وتمام النعمہ ص308)

''ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق ع سے پوچھا: آیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر زمین ایک ساعت امام کے بغیر باقی رہے تباہ ہوجائیگی۔''

اس طرح کی تمام روایات کے پیش نظر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین پر حجت خدا کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ حجت ظاہر بظاہر ہو۔ خواہ وہ پوشیدہ اور غائب ہو۔ حجت خدا کے وجود کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ زمین اپنی تمام تر نباتاتی، حیوانی اور انسانی حیات کے ساتھ موجود ہے۔ ورنہ سب کچھ ختم ہوجائیگا۔

۲) بلاؤں کا رفع ہونا

خدا کی حجت اور امام معصوم کے وجود سے بلائیں رفع ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جَعَلَ اللّٰهُ النُّجُومَ أَمَاناً لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَ جَعَلَ أَهْلَ بَيْتِي أَمَاناً لِأَهْلِ الْأَرْض۔ (بحار، ۲۷، باب ۸، ص ۳۰۸)

''خدا نے ستاروں کو اہل آسمان کے لئے امان (اور محافظ) قرار دیا ہے اور اسی طرح میری اہل بیتؑ کو (زمین) اور اہل زمین کے لئے امان قرار دیا ہے۔''

خود حضرت مہدی (عج) فرماتے ہیں کہ:

أَنَا خَاتِمُ الْأَوْصِيَاءِ وَبِي يَدْفَعُ اللّٰهُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِي وَ شِيعَتِي

''میں رسول اللہ کا آخری وصی ہوں اور میرے (وجود کی برکت اور) ذریعہ سے اللہ عزوجل میری اہل بیت اور شیعوں سے بلاؤں کو دور کردیتا ہے۔''

(کمال الدین، ج ۲، باب ۴۳، ح ۱۲)

حدیث میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا سے مراد وہ عذاب ہیں جو انسان کے برے اعمال اور کردار کی وجہ سے انسانوں پر نازل ہونا چاہتے تھے، لیکن چونکہ خدا کی حجت (امام زمانہ) لوگوں کے درمیان موجود اور زندگی گزار رہے ہیں (ولو ناشناختہ طور پر) لہٰذا ان کے وجود کی برکت کی وجہ سے لوگوں سے خدا کا عذاب دفع ہوجاتا ہے اور قرآن مجید بھی صراحت کے ساتھ اس بات کی تائید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

''(میرے حبیب) جب تک آپ ان کے درمیان میں ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں کرے گا۔''

البتہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ بلا کبھی پورے اہل زمین سے رفع ہوتی ہے، کبھی امت اسلامی سے اور کبھی صرف شیعیان علی سے رفع ہوتی ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ایک طولانی حدیث میں آیا ہے کہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النُّجومُ أمانٌ لِأَهلِ السَّماءِ ، إذا ذَهَبَتِ النُّجومُ ذَهَبَ أهلُ السَّماءِ ،
وأهلُ بَيتي أمانٌ لِأَهلِ الأَرضِ، فَإِذا ذَهَبَ أهلُ بَيتي ذَهَبَ أهلُ الأَرضِ

- - - - - -

''ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں جب ستارے ختم ہوجائیں تو آسمان والے ختم ہوجائیں گے اور میری اہل بیتؑ زمین کیلئے امان کا باعث ہیں جب میری اہل بیتؑ نہ رہیں گے تو زمین والے نابود ہوجائیں گے۔'' (بحار، ج ۲۳، ص ۱۹، ج ۱۴)

۳) امید دلانا

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان امید کی وجہ سے زندہ ہے۔ ایک روشن مستقبل جس میں کسی قسم کی مشکل موجود نہ ہوں، انسان ایک ایسے دن کے منتظر ہیں، اور منتظرین کا سب سے افضل ترین عمل فرج وگشایش کی امید میں زندگی گزارنا ہے۔

چنانچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أفضلُ أعمالِ أُمّتي انتظارُ الفَرَجِ مِن اللهِ عزّ و جلّ

''میری امت کا سب سے افضل عمل انتظار فرج ہے۔'' (کمال الدین، ج ۲، باب ۵۵)

امام منتظر کا وجود انسان کو قوت قلب عطا کرتا ہے اور انتظار کی راہ میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

۴) خودسازی

امام کے وجود مبارک کے آثار اور فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کا امام پر عقیدہ وایمان ، اس میں خودسازی اور تزکیہ نفس کی تقویت کا سبب بنتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

''اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمھارے عمل کو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان سب دیکھ رہے ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت ۱۰۵)

روایات میں منقول ہے کہ آیہ شریفہ میں ''مومنین'' سے مراد آئمہ معصومین علیھم السلام ہیں۔

(اصول کافی، باب عرض الاعمال،ص ۱۷۱)

اصول کافی کے حجت خدا پر عرض اعمال کے باب، میں نقل ہونے والی حدیثوں کے مطابق، امام معصوم اور خدا کی حجت، ہمارے اعمال پر ناظر اور گواہ ہیں اور ہر روز اور ہر ہفتہ انسان کے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں ایک حقیقی شیعہ کبھی بھی اس بات پر راضی نہ ہوگا کہ زمانے کے امام اس کے برے اعمال پر ناظر ہوں اور اس کے نامہ عمل دیکھ کر امام غمگین اور ناراض ہو جائیں، لہٰذا ایسا انسان اپنے گفتار اور کردار کے بارے میں بہت احتیاط سے کام لے گا، اور وہ اس طرح سے عمل انجام دے گا کہ اپنے زمانہ کے امام کی خوشنودی حاصل کریں۔ یہ چیز تربیتی لحاظ سے بہت زیادہ اثرات کی حامل ہے اور شیعوں کو اپنے افعال کی اصلاح کی ترغیب دلاتی ہے۔ یعنی حجت خدا اور خوبیوں کے امام کے سامنے برائیوں اور گناہوں سے آلودہ ہونے سے روکتی ہے۔ البتہ یہ بات مسلّم ہے کہ انسان اس پاکیزگی اور روحانیت کے سرچشمہ پر جتنی توجہ دے گا اس کے دل اور روح کا آئینہ اتنا ہی پاکیزگی اور معنویت حاصل کرے گا اور یہ نورانیت اور شفافیت اس کی رفتار و گفتار میں نمایاں ہوتی جائے گی۔ مذکورہ آثار و فواید کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد و آثار امام کے وجود کے لئے روایات میں ذکر کیے جاتے ہیں، مثال کے طور پر امام انسان کی ہدایت کرتے ہیں اور ان کے سوالات کا جواب دیتے ہیں اور...... آپ کے وجود کے فواید اور آثار کو بہت سے بزرگان نے واضح طور پر درک کر لیا

ہے،مثال کے طور پر شیعوں کی حفاظت اور دشمنوں کے ظلم سے نجات دلانا...... چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے شیخ مفید کے نام توقیع (خط) میں لکھا:

''ہم تمہارے تمام حالات سے آگاہ ہیں اور کوئی بھی چیز ہم سے مخفی نہیں ہے اور ہم نے بھی تم (شیعوں) سے مربوط امور اور مسایل کے بارے میں کوئی سستی نہیں کی ہے اور تمہیں فراموش نہیں کیا ہے۔'' (احتجاج طبرسی، ج ۲،ص ۵۹۶)

۵) مکتب تشیع کا تحفظ

ہر معاشرے کو اپنے نظام کی حفاظت اور اپنے مطلوبہ مقصد تک پہنچنے کے لئے ایک آگاہ رہبر کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس کی اعلیٰ قیادت اور رہنمائی میں معاشرہ صحیح راستہ پر قدم بڑھائے۔ایک رہبر اور ہادی کا وجود معاشرے کے افراد کے لئے بہت بڑی پشت پناہی ہے تا کہ معاشرہ ایک بہترین نظام کے تحت اپنی حیثیت کو باقی رکھ سکے اور آئندہ کے پروگرام کے استحکام کے لئے کمر ہمت باندھ لے۔ایک زندہ اور متحرک رہبر اگر چہ لوگوں کے درمیان نہ بھی ہو پھر بھی اعلی مقاصد تک پہنچنے کے لئے پروگرام اور اصول پیش کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا اور مختلف طریقوں سے منحرف راستوں سے خبردار کرتا رہتا ہے۔

امام عصر علیہ السلام اگر چہ پردہ غیبت میں ہیں لیکن آپ کا وجود مذہب شیعہ کے تحفظ کا عظیم اور حقیقی عامل ہے۔آپ دشمنوں کی سازشوں سے مکمل آگاہی کے ساتھ شیعہ عقائد کی فکری سرحدوں کی مختلف طریقوں سے حفاظت کرتے ہیں اور جب مکار اور فریب کار دشمن مختلف چالوں اور حیلوں کے ذریعہ مکتب شیعہ کے اصول اور لوگوں کے عقائد کو نشانہ بناتا ہے،اس وقت امام علیہ السلام علماء اور برگزیدہ افراد کو ہدایت و ارشاد کرتے ہوئے دشمن کے نفوذ کے تمام راستے بند کر دیتے ہیں۔۔نمونہ کے طور پر بحرین کے شیعوں پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عنایت اور لطف کو علامہ مجلسی (رہ) کی زبانی سنتے ہیں: گزشتہ زمانہ میں بحرین پر ایک ناصبی حاکم حکومت کرتا تھا جس کا وزیر وہاں کے شیعوں کے ساتھ بادشاہ سے بھی زیادہ دشمنی رکھتا تھا۔ایک روز وزیر، بادشاہ

کے پاس حاضر ہوا، جس کے ہاتھ میں ایک انار تھا جس پر طبیعی شکل میں یہ جملہ نقش تھا:

اَلاَاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ وَ اَبُوبَکر و عُمَر و عُثمَان و عَلِی خُلَفَاءُ رَسولِ اللہِ

بادشاہ اس انار کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا اور اس نے اپنے وزیر سے کہا: یہ تو شیعہ مذہب کے باطل ہونے کی واضح اور آشکار دلیل ہے۔

بحرین کے شیعوں کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟

وزیر نے جواب دیا: میری رائے کے مطابق ان کو حاضر کیا جائے اور یہ نشانی ان کو دکھائی جائے، اگر ان لوگوں نے مان لیا تو انہیں اپنا مذہب چھوڑنا ہوگا، ورنہ تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا ہوگا! یا تو اطمینان بخش جواب لے کر آئیں، یا جزیہ دیا کریں، یا ان کے مردوں کو قتل کردیں، ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کرلیں اور ان کے مال و دولت کو غنیمت میں لے لیں۔

بادشاہ نے اس کی رائے کو قبول کیا اور شیعہ علماء کو اپنے پاس بلا بھیجا اور ان کے سامنے وہ انار پیش کرتے ہوئے کہا:

اگر تم اس سلسلہ میں واضح اور روشن دلیل پیش نہ کرسکے تو تمھیں قتل کردوں گا اور تمھارے اہل وعیال کو اسیر کرلوں گا یا تم لوگوں کو جزیہ دینا ہوگا۔ شیعہ علماء نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی چنانچہ ان حضرات نے بحث و گفتگو کے بعد یہ طے کیا کہ بحرین کے دس صالح اور پرہیزگار علماء کا انتخاب کیا جائے اور وہ دس افراد اپنے درمیان تین لوگوں کا انتخاب کریں۔

چنانچہ ان تینوں میں سے ایک عالم سے کہا: آپ آج صحرا کی طرف نکل جائیں اور امام زمانہ علیہ السلام سے استغاثہ کریں اور ان سے اس مصیبت سے نجات کا راستہ معلوم کریں، کیونکہ وہی ہمارے امام اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ ہیں۔ چنانچہ اس عالم نے ایسا ہی کیا لیکن امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوسکی، دوسری رات، دوسرے عالم کو بھیجا گیا لیکن ان کو بھی کوئی جواب نہ مل سکا۔

آخری رات تیسرے عالم بزرگوار بنام محمد بن عیسیٰ کو بھیجا گیا چنانچہ وہ بھی صحرا کی طرف نکل گئے اور روتے پکارتے ہوئے امام علیہ السلام سے مدد طلب کی۔ جب رات اپنی آخری منزل پر پہنچی تو انھوں نے سنا کہ کوئی شخص ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے:

اے محمد بن عیسیٰ! میں تمھیں اس حالت میں کیوں دیکھ رہا ہوں اور تم جنگل و بیابان میں کیوں آئے ہو؟ محمد بن عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ انھوں نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہارا صاحب الزمان ہوں، تم اپنی حاجت بیان کرو! چنانچہ اس عالم نے ایسا ہی کیا لیکن امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوسکی، دوسری رات، دوسرے عالم کو بھیجا گیا لیکن ان کو بھی کوئی جواب نہ مل سکا۔ آخری رات تیسرے عالم بزرگوار بنام محمد بن عیسیٰ کو بھیجا گیا چنانچہ وہ بھی صحرا کی طرف نکل گئے اور روتے پکارتے ہوئے امام علیہ السلام سے مدد طلب کی۔

جب رات اپنی آخری منزل پر پہنچی تو انھوں نے سنا کہ کوئی شخص ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے:

۔۔۔اے محمد بن عیسیٰ! میں تمھیں اس حالت میں کیوں دیکھ رہا ہوں اور تم جنگل و بیابان میں کیوں آئے ہو؟ محمد بن عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ انھوں نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہارا صاحب الزمان ہوں، تم اپنی حاجت بیان کرو! محمد بن عیسیٰ نے کہا: اگر آپ ہی صاحب الزماں ہیں تو پھر میری حاجت بھی آپ جانتے ہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا: تم صحیح کہتے ہو، تم اپنی مصیبت کی وجہ سے یہاں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، آپ جانتے ہیں کہ ہم پر کیا مصیبت پڑی ہے، آپ ہی ہمارے امام اور ہماری پناہ گاہ ہیں۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! اس وزیر (لعنہ اللہ علیہ) کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے، جس وقت اس درخت پر انار لگنا شروع ہوئے تو اس نے انار کے مطابق مٹّی کا ایک سانچا بنوایا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس پر یہ جملے لکھے اور پھر ایک چھوٹے انار پر اس

سانچے کو چڑھادیا اور جب وہ انار بڑا ہو گیا تو وہ جملے اس پر کندہ ہو گئے! تم اس بادشاہ کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ میں تمہارا جواب وزیر کے گھر جا کر دوں گا اور جب تم وزیر کے گھر پہنچ جاؤ تو وزیر سے پہلے فلاں کمرے میں جانا! اور وہاں ایک سفید تھیلا ملے گا جس میں وہ مٹّی کا سانچا ہے، اس کو نکال کر بادشاہ کو دکھانا اور دوسری نشانی یہ ہے کہ:

بادشاہ سے کہنا: ہمارا دوسرا معجزہ یہ ہے کہ جب انار کے دو حصے کریں گے تو اس انار میں مٹّی اور دھوئیں کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوگی! محمد بن عیسیٰ، امام علیہ السلام کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور شیعہ علماء کے پاس لوٹ آئے۔ دوسرے روز وہ سب بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اور جو کچھ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا اس کو بادشاہ کے سامنے واضح کر دیا۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ بحرین کے بادشاہ نے اس معجزہ کو دیکھا تو مذہب شیعہ اختیار کر لیا اور حکم دیا کہ اس مکّار وزیر کو قتل کر دیا جائے۔ (بحار الانوار: ج52، ص178)

امام زمانہ(عج) مرحوم شیخ مفید (رح) کی طرف ایک توقیع میں فرماتے ہیں:

''ہم تمہاری خبروں اور حالات سے آگاہ ہیں اور تمہاری کوئی بھی چیز ہم پر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے ہم نے تمہارے امور کے حل کرنے اور تمہاری سرپرستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور تمہیں بھلایا نہیں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مشکلات اور مصیبتیں تم پر نازل ہو جاتیں اور دشمن تم کو نیست و نابود کر دیتے۔'' (حتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۵۹۸، باب توقیعات)

پہلی جنگ عظیم کے دوران کہ جب ایران انگریز اور روسی افواج کے قبضہ میں تھا اور ان کے ایران کی مظلوم ملت پر حملے عروج پر تھے تو یہ حالات دیکھ کر عالم تشیع کے مرجع آیت اللہ العظمی نائینی قدس سرہ شیعوں کے حوالے سے بہت پریشان اور متفکر رہا کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے توسل کیا اور گریہ و توسل کی حالت میں سو گئے تو عالم خواب میں دیکھا کہ ایران کے نقشہ کی شکل میں ایک بہت بڑی دیوار گرنے کے قریب ہے اور عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت اس کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ منظر ایسا ہولناک تھا کہ انہوں نے خواب

کی حالت میں فریاد بلند کی اور اسی حالت میں دیکھا کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائے ہیں اور اپنی مبارک انگلی کو دیوار کی طرف کیا اور اسے اپنی جگہ پر قائم کیا اور فرمایا یہ شیعوں کی جگہ ہمارا گھر ہے، ٹوٹنے یا ختم ہوجانے کا خطرہ ہے لیکن ہم اسے گرنے نہیں دیں گے اور سنبھال کر رکھیں گے۔ (عنایات حضرت مہدی بہ علماء وطلاب محمد باقر اصفہانی حکایت ۱۵۱ ص ۳۱۵)

۶) فریاد کو پہنچنا

امام بے آسرا اور بے پناہ لوگوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔ بہت سے لاچار اور گمشدہ لوگ حضرت کی لطف وعنایت کے ساتھ نجات پاتے ہیں کہ ان واقعات کو لکھنے اور نقل کرنے بیٹھ جائیں تو سیکنڑوں جلد کتاب تیار ہوجائے گی۔ ایک قابل اعتماد شخص نقل کرتے ہیں کہ: میں تعلیمی حوالے سے ایک یورپی ملک میں مشغول تھا میرے محل سکونت اور یونیورسٹی کے درمیانی فاصلہ میں سوائے ایک بس کے کوئی اور ذریعہ آمدورفت نہ تھا۔ جب میں آخری امتحان کے لئے یونیورسٹی روانہ ہوا یک دم وسط راہ میں بس خراب ہوگئی، ڈرائیور کی ہر سعی وکوشش بھی بیکار گئی، کوئی اور ذریعہ بھی نہ تھا۔ میں مضطرب اور ناامید ہوگیا کہ ایک دم میرے ذہن میں کوندسی لپکی کہ جب ہم ایران میں ہوتے تھے تو مشکلات میں ''امام زمانہ عجل الشریف'' سے توسل کرتے تھے۔ میرا دل ٹوٹ سا گیا اور آنسو جاری ہوگئے میں نے اپنے آپ سے کہا: اے بقیۃ اللہ (عج) اگر آج میری مشکل حل کردیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول وقت نماز پڑھوں گا۔ کچھ دیر بعد کوئی شخص آیا اس نے ڈرائیور کے ساتھ کوئی بات کی اور بس کے انجن کو کچھ کیا اور کہا سٹارٹ کرو جیسے ہی ڈرائیور نے سٹارٹ کی گاڑی درست سٹارٹ ہوگئی۔ میں بے پناہ خوش اور جلدی میں تھا، بالکل اس شخص کی طرف متوجہ نہ ہوا جیسے ہی گاڑی چلنے لگی۔ اس شخص نے میرا نام لیکر مجھے پکارا اور کہا: جو ہم سے وعدہ کیا ہے اسے بھولنا نہ۔۔۔ (سابقہ ماخذ ص ۲۴۴)

۷) علمی اورفکری پناہ گاہ

آئمہ معصومین علیھم السلام معاشرہ کے حقیقی معلم اور اصلی تربیت کرنے والے ہیں اور ہمیشہ لوگ انہی ہستیوں کی تعلیمات کے پاکیزہ وشفاف سرچشمہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔غیبت کے زمانہ میں بھی اگرچہ براہ راست امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب اور براہِ راست فیض حاصل نہیں کرسکتے ،لیکن آپ الٰہی علوم کے معدن وسرچشمہ ہیں کہ جومختلف راستوں سے شیعوں کی علمی اورفکری مشکلات کو دور فرماتے ہیں۔غیبت صغریٰ کے زمانہ میں مومنین اور علماء کے بہت سے سوالوں کے جوابات ،امام کے خطوط جو کہ توقیعات کے نام سے مشہور ہیں ان کے ذریعہ دیے جاتے تھے۔(کمال الدین، ج ۲، باب ۴۵،ص ۲۳۵ـ۲۸۶)

امام زمانہ علیہ السلام اسحاق بن یعقوب کے خط اوران کے سوالات کے جواب میں یوں تحریر فرماتے ہیں: خداوندعالم تمھیں ہدایت کرے اور تمھیں ثابت قدم رکھے! آپ نے ہمارے خاندان اور چچا زاد بھائیوں میں سے منکرین کے بارے میں جوسوال کیا،تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کے ساتھ کسی کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے،لہٰذا جوشخص بھی میراانکار کرے وہ میرا پیروکار نہیں ہے اوراس کا انجام حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے انجام کی طرح ہے۔۔۔اور جب تک تم اپنے مال کو پاکیزہ نہ کرلو ہم اس کو قبول نہیں کرتے ۔اور جورقم تم نے ہمارے لئے بھیجی ہے اس کو اس وجہ سے قبول کرتے ہیں کہ پاک وپاکیزہ ہے۔۔۔اور جوشخص ہمارے مال کو (اپنے لئے) حلال سمجھتا ہے اوراس کو ہضم کرلیتا ہے گویا وہ آتشِ جہنم کھا رہا ہے۔۔۔اب رہا مجھ سے فیض حاصل کرنے کی کیفیت کا مسئلہ تو جس طرح بادلوں میں چھپے سورج سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اسی طرح مجھ سے بھی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور میں اہل زمین کے لئے امان ہوں،جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور جن چیزوں کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہے ان کے بارے میں سوال نہ کرو،اوراس چیز کو سیکھنے کی زحمت نہ کرو جس چیز کو تم سے طلب نہیں کیا

گیا اور ہمارے ظہور کے لئے بہت دعا کیا کرو کہ جس میں تمہارے لئے بھی گشائش (اور آسانیاں) ہوں گی۔ اے اسحاق بن یعقوب تم پر ہمارا سلام ہو اور ان مومنین پر جو راہ ہدایت کے پیرو کار ہیں (کمال الدین، ج۲، باب ۴۵، ص ۲۳۷)

غیبت صغریٰ کے بعد بھی شیعہ علماء نے متعدد بار اپنی علمی اور فکری مشکلات کو امام علیہ السلام سے بیان کر کے ان کا راہ حل حاصل کیا ہے۔ میر علّام، مقدس اردبیلی کے ایک شاگرد کہتے ہیں: آدھی رات کے وقت میں نجف اشرف میں حضرت امام علی علیہ السلام کے روضہ اقدس کے صحن میں تھا، اچانک میں نے کسی شخص کو دیکھا جو روضہ کی طرف آ رہا ہے، میں اس کی طرف گیا جیسے ہی نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ہمارے استاد علامہ احمد مقدس اردبیلی ہیں تو میں جلدی سے چھپ گیا۔ وہ روضہ مطہر کے نزدیک ہوئے جبکہ دروازہ بند ہو چکا تھا، میں نے دیکھا کہ اچانک دروازہ کھل گیا اور آپ روضہ مقدس کے اندر داخل ہو گئے! اور کچھ ہی دیر بعد روضہ سے باہر نکلے اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں چھپ کر اس طرح ان کے پیچھے چلنے لگا کہ وہ مجھے نہ دیکھ لیں، یہاں تک وہ مسجد کوفہ میں داخل ہوئے اور اس محراب کے پاس گئے جہاں پر حضرت علی علیہ السلام کو ضربت لگی تھی۔ کچھ دیر وہاں رکے اور پھر مسجد سے باہر نکلے اور پھر نجف کی طرف روانہ ہوئے۔ میں پھر ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ وہ مسجد حنّانہ میں پہنچے، اچانک مجھے بے اختیار کھانسی آ گئی، جیسے ہی انہوں نے میری آواز سنی میری طرف ایک نگاہ کی اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا: آپ میر علّام ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا: جب سے آپ حضرت علی علیہ السلام کے روضہ میں داخل ہوئے تھے میں اسی وقت سے آپ کے ساتھ ہوں، آپ کو اس صاحب قبر کے حق کا واسطہ آج جو واقعہ میں نے دیکھا ہے اس کا راز مجھے بتائیں! موصوف نے فرمایا: ٹھیک ہے، لیکن اس شرط پر بتاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کے سامنے بیان نہ کرنا! اور جب میں نے انہیں مطمئن کر دیا تو انھوں نے فرمایا: کبھی کچھ مسائل

میں زیادہ مشکل پیش آتی ہے تو اس کے حل کے لئے حضرت علی علیہ السلام سے توسل کرتا ہوں آج کی رات بھی ایک مسئلہ میرے لئے مشکل ہو گیا اور اس کے بارے میں غور وفکر کر رہا تھا کہ اچانک میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤں اور آپ ہی سے اس مسئلہ کا حل دریافت کروں۔ جب میں روضہ مقدس کے پاس پہنچا تو جیسا کہ آپ نے بھی دیکھا کہ بند دروازہ کھل گیا، میں روضہ میں داخل ہوا، خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی تا کہ امام علی علیہ السلام کی بارگاہ سے اس مسئلہ کا حل مل جائے۔ اچانک قبر منور سے آواز آئی کہ:

مسجد کوفہ میں جاؤ اور حضرت قائم علیہ السلام سے اس مسئلہ کا حل معلوم کرو کیونکہ وہی تمہارے امام زمانہ ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد (مسجد کوفہ کی) محراب کے پاس گیا اور امام مہدی علیہ السلام سے اس سوال کا جواب حاصل کیا اور اب اس وقت اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۵۲ ص ۱۷۴)

❁❁❁❁❁

امام زمانہ (عج) کے انتظار کی خصوصیات

بحث کے اہداف

۱) امام زمان علیہ السلام کے انتظار کی خصوصیات سے آشنائی
۲) مثبت انتظار اور منفی انتظار میں فرق واضح کرنا
۳) منتظرین امام کے فرائض سے آشنائی

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ "انتظار" ایک فطری امر ہے اور ہر قوم وملت اور ہر دین و مذہب میں انتظار کا تصور پایا جاتا ہے، لیکن انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں پایا جانے والا عام انتظار اگرچہ عظیم اور با اہمیت ہو لیکن امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مقابلہ میں چھوٹا اور ناچیز ہے کیونکہ آپ کے ظہور کا انتظار خاص خصوصیات رکھتا ہے: امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا انتظار ایک ایسا انتظار ہے جو کائنات کی ابتداء سے موجود تھا۔ یعنی بہت قدیم زمانہ میں انبیاء اور اولیائے کرام آپ کے ظہور کی بشارت دیتے تھے اور قریبی زمانہ میں ہمارے تمام آئمہ علیہم السلام آپ کی حکومت کے زمانہ کی آرزو رکھتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے جب حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے بارے میں کسی نے سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ

وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَخَدَمْتُهُ اَيَّامَ حَيَاتِي

''اگر میں ان (امام مہدی علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوتا تو تمام عمران کی خدمت کرتا۔''

(غیبت نعمانی۔ باب 13، ص252)

امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ایک عالمی اصلاح کرنے والے کا انتظار ہے، عالمی عادلانہ حکومت کا انتظار ہے اور تمام اچھائیوں کا انتظار ہے۔ چنانچہ اسی انتظار میں عالم بشریت آنکھیں بچھائے ہوئے ہے اور انسان خدا داد پاک و پاکیزہ فطرت کی بنیاد پر اس کی تمنا کرتا ہے۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی شخصیت کا نام ہے جو عدالت اور معنویت، برادری اور برابری، زمین کی آبادی، صلح وصفا، عقل کی شگوفائی اور انسانی علوم کی ترقی کا تحفہ لائیں گے اور استعمار و غلامی، ظلم و ستم اور تمام اخلاقی برائیوں کا خاتمہ کرنا آپ کی حکومت کا ثمرہ ہوگا۔ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار کا پھول فقط اسی صورت میں کھلے گا جب اس کے کھلنے کے اسباب فراہم ہوں گے اور ایسا وقت ہوگا جب تمام انسان آخری زمانے کے مصلح اور نجات دہندہ کی تلاش میں ہوں گے۔ وہ آئیں گے تاکہ اپنے مددگاروں کے تعاون سے برائیوں کے خلاف قیام کریں؛ نہ یہ کہ صرف معجزہ سے پوری کائنات کے نظام کو بدل دیں۔

امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ان کے منتظرین میں ان کی نصرت و مدد کا شوق پیدا کرتا ہے اور انسان کو شخصیت اور حیات عطا کرتا ہے اور اسے بے مقصد زندگی اور گمراہی سے نجات عطا کرتا ہے۔ یہ تھیں اس طولانی انتظار کی بعض خصوصیات اور کوئی دوسرا انتظار اس عظیم انتظار کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مختلف پہلوؤں اور اس کے آثار و فوائد کو پہچانیں اور آپ کے ظہور کے منتظرین کے فرائض اور اس کے بے نظیر ثواب کے بارے میں گفتگو کریں۔

انتظار کے مختلف پہلو

انسان کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں: ایک طرف تو اس میں نظریاتی اور عملی پہلو موجود ہے اور دوسری طرف اس میں انفرادی اور اجتماعی پہلو بھی پایا جاتا ہے اور ایک زاویے سے وہ جسمانی پہلو بھی رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی اور نفسیاتی پہلو بھی اس میں موجود ہے۔ اس بات میں

کوئی شک نہیں ہے کہ انسانی زندگی کے مذکورہ پہلوؤں میں سے ہر پہلو کے لئے ایک معین لائحہ عمل ضروری ہے تا کہ انسان اس کے مطابق زندگی گزار سکے اور انحراف اور گمراہی کا شکار نہ ہو بلکہ سیدھے راستے پر قدم بڑھا سکے یہ سیدھا راستہ وہی امام مہدی کے انتظار کا راستہ ہے۔امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار، ایک منتظر انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔آپ کا انتظار انسان کی فکر و نظر پر جو کہ اس کے اعمال و کردار کی اساس ہے اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور انسانی زندگی کے بنیادی عقائد کی حفاظت کرتا ہے۔دوسرے الفاظ میں یوں عرض کیا جا سکتا ہے کہ صحیح انتظار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ منتظر اپنی اعتقادی اور فکری بنیادوں کو مضبوط کرے تا کہ گمراہ کرنے والے مذاہب کے جال میں نہ پھنس جائے یا امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے طولانی ہو جانے کی وجہ سے مایوسی و ناامیدی کی دلدل میں نہ پھنس جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لوگوں پر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جب ان کا امام غائب ہوگا، خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس زمانہ میں ہمارے امر (یعنی ولایت) پر ثابت قدم رہے۔"

(کمال الدین ج15،ص602)

یعنی غیبت کے زمانہ میں دشمن نے مختلف شبہات کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ شیعوں کے صحیح عقائد کو ختم کر دیا جائے ،لیکن انتظار کے مورچے میں موجود ہونے کی برکت سے عقائد کی سرحدوں کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کا انتظار، انسان کے اعمال اور کردار کو درست راستہ اور سمت دیتا ہے۔ ایک حقیقی منتظر کو عمل کے میدان میں کوشش کرنی چاہئے کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت حق کا راستہ ہموار ہو جائے ،لہٰذا منتظر کو اس سلسلہ میں اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کمرِ ہمت باندھنا چاہئے۔ نیز اپنی ذاتی زندگی میں اپنی روحانی اور نفسیاتی حیات اور اخلاقی فضائل کو کسب کرنے کی طرف مائل ہو اور اپنے جسم و بدن کو مضبوط کرے تا کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ایک کارآمد سپاہی کی

حیثیت سے نورانی محاذ کے لئے تیار ہو سکے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَكُونَ مِنْ اَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْیَنْتَظِرْ، وَ لْیَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ الأَخْلاقِ وَ هُوَ مُنْتَظِرٌ۔

''جو شخص چاہتا ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے ناصرین و مددگاروں میں شامل ہو اسے انتظار کرنا چاہئے اور انتظار کی حالت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرنا چاہئے اور نیک اخلاق سے مزین ہونا چاہئے۔'' (غیبت نعمانیہ باب 1، ص200)

اس ''انتظار'' کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنی ذات سے بالاتر کر دیتا ہے اور اس کو معاشرہ کے ہر شخص سے جوڑ دیتا ہے۔ یعنی انتظار نہ صرف انسان کی ذاتی و انفرادی زندگی میں موثر ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے خاص منصوبہ بھی پیش کرتا ہے اور معاشرہ میں مثبت قدم اٹھانے کی رغبت بھی دلاتا ہے اور چونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اس وقت قائم ہوگی جب پورا عالمی معاشرہ اس کی آمادگی رکھتا ہوگا۔ لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرے اور معاشرہ میں برائیوں کے پھیلنے پر خاموش تماشائی نہ بنا رہے، کیونکہ عالمی مصلح کے منتظر کو سب سے پہلے ذاتی طور پر فکر و عمل کے لحاظ سے اصلاح اور خیر کا راستہ اپنانا چاہیے۔ مختصر یہ ہے کہ ''انتظار'' ایک ایسا مبارک نور ہے جو ایک منتظر انسان اور معاشرہ کی رگوں میں دوڑتا ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو الٰہی رنگ عطا کرتا ہے۔ اور کونسا رنگ خدائی رنگ سے بہتر اور پائیدار ہو سکتا ہے؟!

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

...صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ...

''رنگ تو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادت گزار ہیں۔'' (بقرہ، 138)

مذکورہ بالامطالب کے پیش نظر مصلح کل حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے منتظرین کا فریضہ ''الٰہی رنگ میں خودکورنگ لینے'' کے علاوہ کچھ نہیں ہے جوانتظار کی برکت سے انسان کی ذاتی اوراجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں جلوہ گرہوتا ہے۔اگرانتظار کے بارے میں ہمارانظریہ یہ ہوتو پھر ہمارے فرائض ہمارے لئے مشکل نہیں ہوں گے بلکہ انتظار کا یہ خوشگوارعنصر ہماری زندگی کے ہر پہلوکوایک بہترین معنی ومفہوم عطا کرے گا۔واقعاًاگرمہربانی کے ملک کا حاکم اورعشق ومحبت کے کاروان کا قافلہ سالارآپ کوایک لائق سپاہی کی حیثیت سے ایمان کے خیمہ کی حفاظت کے لئے بلائے اورحق وحقیقت کے مورچہ پرآنے کاانتظارکرےتو پھرآپ کی حالت کیسی ہوگی؟ آیا پھربھی آپ کو بتانا پڑے گا کہ فلاں کام کرواورفلاں کام نہ کرو یا آپ خود ہی راستہ کو پہچان کراپنے منتخب مقصد کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے نظرآئیں گے!

❁❁❁❁❁

منتظرین کی ذمہ داریاں

روایات میں امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرنے والوں کے بہت سے فرائض بیان کئے گئے ہیں، ہم یہاں پر ان میں سے چند اہم فرائض کو بیان کرتے ہیں:

۱) امام(عج) کی معرفت

انتظار کے راستے کو امام علیہ السلام کی شناخت اور معرفت کے بغیر طے کرنا ممکن نہیں ہے۔ انتظار کی وادی میں استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا امام علیہ السلام کی صحیح شناخت سے ہی مربوط ہے۔لہٰذا امام مہدی علیہ السلام کے نام ونسب کی شناخت کے علاوہ ان کی عظمت اور ان کے رتبہ ومقام کی گہری شناخت اور آگاہی بھی ضروری ہے۔

ابونصر جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے خدمت گزار تھے، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت سے پہلے امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) نے ان سے سوال کیا: کیا مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ میرے مولا وآقا اور میرے مولا وآقا کے فرزند ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا مقصد ایسی پہچان نہیں ہے!؟ ابونصر نے عرض کی: آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا مقصد کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری جانشین ہوں اور خداوندعالم میری (برکت کی) وجہ سے ہمارے خاندان اور ہمارے شیعوں سے بلاؤں کو دور فرماتا ہے۔ (کمال الدین ج2، باب 43،ص 171)

اگر منتظر کو امام علیہ السلام کی معرفت حاصل ہوجائے تو پھر وہ اسی وقت سے خود کو امام علیہ

السلام کے ہمراہ محاذ پر دیکھے گا اور احساس کرے گا کہ وہ امام علیہ السلام کے خیمہ میں اور ان کے نزدیک ہے، لہٰذا اپنے امام کے محاذ کو مضبوط بنانے میں پل بھر کے لئے کوتاہی نہیں کرے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

۔۔۔ مَنْ مَّاتَ وَ هُوَ عَارِف لِاِمَامِهِ لَمْ یَضُرَّهُ تَقَدُّمَ هٰذَا الاَمْرُ اَو تَاَخَّرَ، وَمَن مَّاتَ وَهُوَ عَارِف لِاِمَامِهِ کَانَ کَمَنْ هُوَ مَعَ القَائِمِ فِی فُسْطَاطِهِ۔

''۔۔۔جوشخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو اسے ظہور کا جلد یا تاخیر سے واقع ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچا تا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو امام کے خیمہ میں امام کے ساتھ ہو۔''

(اصول کافی ج1، باب84، ص433)

قابل ذکر ہے کہ یہ معرفت اور شناخت اتنی اہم ہے کہ معصومین علیہم السلام کے کلام میں بیان ہوا ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے خداوند عالم کی نصرت و مدد طلب کرنا چاہئے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی غیبت کے زمانہ میں باطل خیال کے مالک لوگ (اپنے دین اور عقائد میں) شک و تردید میں مبتلا ہو جائیں گے۔ امام علیہ السلام کے خاص شاگرد جناب زرارہ نے کہا: آقا اگر میں اس زمانہ میں ہوا تو کونسا عمل انجام دوں؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس دعا کو پڑھو:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَكَ فَاِنَّكَ ان لَم تُعَرِّفْنِی نَفْسَكَ لَم اَعْرِف نَبِیَّكَ، ۔۔۔اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی رَسُولَكَ فَاِنَّكَ ان لَم تُعَرِّفْنِی رَسُولَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ ان لَم تُعَرِّفْنِی حُجَّتَكَ ضَلَلتُ عَنْ دِیْنِی ۔۔۔

''پرودگارا! مجھے تو اپنی ذات کی معرفت عطا کر کہ اگر تو نے مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکوں گا۔ پرودگارا! تو مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا

کرکہ اگرتو نے اپنے رسول کی پہچان نہ کروائی تو میں تیری حجت کونہیں پہچان سکوں گا۔ پروردگارا! تو مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا کر کہ اگرتو نے مجھے اپنی حجت کی پہچان نہ کروائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہوجاؤں گا۔'' (غیبت نعمانیہ باب 10، حدیث 3، ص170)

اب تک نظام کائنات کے مجموعہ میں امام علیہ السلام کی عظمت کی معرفت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ آپ خداوند عالم کی طرف سے حجت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین اور تمام لوگوں کے ہادی و رہبر ہیں کہ جن کی اطاعت سب پر واجب ہے، کیونکہ ان کی اطاعت خداوند عالم کی اطاعت ہے۔

معرفت امام کا ایک اور پہلو امام علیہ السلام کی پرنور صفات اور ان کی سیرت طیبہ کی معرفت ہے۔ معرفت کا یہ پہلو انتظار کرنے والے کے کردار و گفتار پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ انسان کو امام علیہ السلام اور حجت خدا کی مختلف زاویوں سے جتنی گہری معرفت ہوگی اس کی زندگی میں اتنے ہی آثار پیدا ہوں گے۔

۲) نمونہ عمل

جس وقت امام علیہ السلام کی معرفت اور ان کی سیرت کے خوبصورت جلوے ہماری نظروں کے سامنے ہوں گے، تو اس مظہر کمالات کو نمونہ قرار دینے کی بات آئے گی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری نسل میں سے قائم کو اس حال میں دیکھیں کہ ان کے قیام سے پہلے خود ان کی اور ان سے پہلے آئمہ کی اقتداء کرتے ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوں۔ ایسے افراد میرے دوست اور میرے ساتھی ہیں اور یہی لوگ میرے نزدیک میری امت کے سب سے معزز و عظیم افراد ہیں۔''

(کمال الدین، ج۱، باب ۲۵، ح۳، ص۵۳۵۔)

واقعاً جو شخص تقویٰ، عبادت، سادگی، سخاوت، صبر اور تمام اخلاقی فضائل میں اپنے امام کی پیروی کرے تو اس الٰہی رہبر کے نزدیک ایسے شخص کا رتبہ کس قدر بلند ہوگا اور ان کے حضور میں شرفیابی سے کس قدر سرفراز اور سربلند ہوگا؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص دنیا کے سب سے خوبصورت موجود کا منتظر ہے وہ اپنے وجود کو خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور خود کو برائیوں اور اخلاقی پستیوں سے دور رکھتا ہے؟! نیز انتظار کے لمحات میں اپنے افکار واعمال کی حفاظت کرتا ہے؟! اگر ایسا نہ ہوتو انسان آہستہ آہستہ برائیوں کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کے اور اس کے امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوتا جائے گا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خود خطرات سے آگاہ کرنے والے امام علیہ السلام کے کلام میں بیان ہوئی ہے:

فَمَا یَحْبِسُنَا عَنهُم اِلاَّ مَا یَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نُکْرِھُہُ وَلاَ نُؤثِرُہُ مِنْھُم

''کوئی بھی چیز ہمیں شیعوں سے جدا نہیں کرتی، مگر خود ان کے وہ (برے) اعمال جو ہمارے پاس پہنچتے ہیں جن اعمال کو ہم پسند نہیں کرتے اور نہ ہی ایسے کاموں کی ہمیں اپنے شیعوں سے توقع ہے!'' (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۱۷۷)

منتظرین کی آخری آرزو یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ عالمی حکومت کی تشکیل میں کچھ حصہ ان کا بھی ہو اور اس آخری حجت خدا کی نصرت ومدد کا فخر ان کو بھی حاصل ہو، لیکن اس عظیم سعادت کو حاصل کرنا خودسازی اور اخلاقی صفات سے آراستہ ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّہُ ان یَکُونَ مِن اصحَابِ القَائِمِ فَلْیَنْتَظِرْ و لْیَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ الاَخْلاَقِ وَ ھُوَ مُنْتَظِر

''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ حضرت قائم علیہ السلام کے مدگاروں میں شامل ہوتو اسے منتظر رہنا چاہئے اور انتظار کے دوران تقویٰ اور پرہیزگاری اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا چاہیے۔'' (غیبت نعمانی، باب ۱۱، ح ۱۶ ص ۲۰۷)

یہ بات روشن ہے کہ ایسی آرزو تک پہنچنے کے لئے خود امام مہدی علیہ السلام سے بہتر کوئی نمونہ نہیں مل سکتا جو تمام خوبیوں کا آئینہ ہے۔

۳) امام(عج) کی یاد

جو چیز امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی معرفت حاصل کرنے اور آپ کی پیروی کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور انتظار کی راہ میں پائیداری واستقامت عطا کرتی ہے، وہ روحوں اور دلوں کے طبیب (امام مہدی علیہ السلام) سے ہمیشہ رابطہ برقرار رکھنا ہے۔ واقعاً جب وہ مہربان امام ہر وقت اور ہر جگہ شیعوں کے حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان کو کبھی نہیں بھولتے تو کیا یہ مناسب ہے کہ ان کے چاہنے والے دنیاوی امور میں مست ہو جائیں اور اس محبوب امام سے غافل اور بے خبر ہو جائیں؟ یا دوستی اور محبت کی راہ ورسم یہ ہے کہ ہر حال میں ان کو اپنے اور دوسروں پر مقدم رکھا جائے، جس وقت مصلائے دعا پر بیٹھیں ان کی سلامتی اور ظہور کے لئے دست دعا بلند کریں۔ جس کے لئے خود حضرت نے بھی فرمایا ہے:

''میرے ظہور کے لئے بہت دعا کیا کرو کہ اس میں خود تمہاری گشائش بھی ہے۔''

(کمال الدین، ج۱، باب ۴۵، ح۴ ص ۲۳۷)

لہٰذا ہمیشہ یہ دعا ہماری وردِ زبان رہے:

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلٰى آبَائِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلِياً وَ حَافِظاً وَ قَائِداً وَ نَاصِراً وَ دَلِيلاً وَ عَيناً حَتّٰى تُسكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعاً وَ تُمَتِّعَه فِيهَا طَوِيْلاً

''پروردگارا! اپنے ولی حجت بن الحسن کے لئے کہ تیرا درود وسلام ہو ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر، اس وقت اور ہر وقت سرپرست اور محافظ، رہبر، ناصر و مددگار، راہنما اور نگہبان بن جا، تاکہ ان کو اپنی زمین میں اپنی رغبت اور مرضی سے سکونت دے اور ان کو طولانی

زمانہ تک زمین پر بہرہ مند فرما۔'' (کمال الدین، ج ۱، باب ۴۵، ح ۴ ص ۲۳۷)

حقیقی منتظر صدقہ دیتے وقت پہلے اپنے امام علیہ السلام کے وجود شریف کو مدّ نظر رکھتا ہے اور ہر طریقہ سے اس محبوب کے دامن سے متوسّل ہوتا ہے اوران کے مبارک ظہور کا مشتاق رہتا ہے اوران کے بے مثال جمال پُر نور کے دیدار کے لئے آہ و نالہ کرتا رہتا ہے۔

عَزِیزٌ عَلَیَّ اَنْ اَرَی الْخَلْقَ وَلَا تُریٰ

''(واقعاً) میرے لئے کتنا سخت ہے کہ میں سب کو دیکھوں لیکن آپ کا دیدار نہ ہو سکے!!۔'' (مفاتیح الجنان، دعائے ندبہ)

راہ انتظار پر چلنے والا (عاشق) امام مہدی علیہ السلام کے نام سے منسوب محافل اور مجالس میں شریک ہوتا ہے تاکہ اپنے دل میں ان کی محبت کی جڑوں کو مستحکم کرے اور امام عصر علیہ السلام کے نام سے منسوب مقدس مقامات جیسے مسجد سہلہ، مسجد جمکران اور سرداب مقدس میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرنے والوں کی زندگی میں آپ کی یاد کا بہترین جلوہ یہ ہے کہ ہر روز اپنے امام علیہ السلام سے تجدید عہد کریں اور وفاداری کا پیمان باندھیں اور اس عہد نامے پر برقرار رہنے کا اعلان کریں۔'' جیسا کہ دعائے عہد کے فقرات میں ہم پڑھتے ہیں:

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّدُ لَہُ فِی صَبِیحَةِ یَوْمِی ھَذَا وَ مَا عِشْتُ مِن اَیَّامِی عَھْداً وَ عَقْدًا وَ بَیْعَةً لَہُ فِی عُنُقِی لاَ اَحُولُ عَنھا وَ لاَ اَزُولُ اَبداً، اللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنْ اَنصَارِہِ وَ اَعوَانِہِ ، وَالذَّآبِّینَ عَنْہُ وَ الْمُسَارِعِینَ اِلَیہِ فِی قَضَآءِ حَوَآئِجِہِ وَ الْمُمتَثِلِینَ لِاَوَامِرِہِ وَ الْمُحَامِینَ عَنْہ وَ السَّابِقِیْنَ اِلیٰ اِرَادَتِہِ وَ الْمُستَشھَدِیْنَ بَینَ یَدَیہِ۔

''اے معبود میں تازہ کرتا ہوں ان کے لیے آج کے دن کی صبح کو اور جب تک زندہ ہوں باقی ہے یہ پیمان یہ بندھن اور ان کی بیعت جو میری گردن پر ہے نہ اس سے مکروں گا نہ

کبھی ترک کروں گا۔ اے معبود مجھے ان کے مددگاروں ان کے ساتھیوں اور ان کا دفاع کرنے والوں میں قرار دے میں، حاجت برآوری کیلئے ان کی طرف بڑھنے والوں، انکے احکام پر عمل کرنے والوں، انکی طرف سے دعوت دینے والوں، انکے ارادوں کو جلد پورے کرنے والوں اور انکے سامنے شہید ہونے والوں میں قرار دے۔'' (دعائے عہد، مفاتیح الجنان)

اگر ایک شخص ہمیشہ اس دعائے عہد کو پڑھتا رہے اور دل کی گہرائی سے اس کے مضمون پر کاربند رہے تو ہر گز سستی میں مبتلا نہ ہوگا اور اپنے امام کی آرزوؤں کو عملی جامہ پہنانے اور آپ کے ظہور کے لئے راستہ ہموار کرنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہے گا اور ایک لحہ کیلئے بھی بے کار نہیں بیٹھے گا۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ ایسا شخص ہی اس امام برحق کے ظہور کے وقت ان کے ہمراہ حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص چالیس دن تک ہر صبح اپنے خدا سے یہ عہد کرے تو خدا ان کو ہمارے قائم کا ناصر و مددگار قرار دے گا اور اگر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے اسے موت بھی آجائے تو خداوند عالم اسے قبر سے اٹھائے گا (تا کہ حضرت قائم علیہ السلام کی نصرت و مدد کرے)۔۔۔

۴) اجتماعی ذمہ داریاں

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی انتظار کرنے والے افراد کی انفرادی ذمہ داریوں سے بات کو آگے بڑھائیں تو ان کی اجتماعی ذمہ داریوں کے حوالے سے یہی کہنا چاہئے کہ ان کے پاس ایک ایسا منصوبہ ہو جس سے امام زمانہ علیہ السلام کے اہداف پورے ہوتے ہوں۔ دوسرے الفاظ میں آپ کے منتظر معاشرہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس طرح سعی و کوشش کرے کہ جس سے امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے اسباب فراہم ہوسکیں۔

امام عصر علیہ السلام اپنے فرمان میں اس طرح کے افراد کے لئے یہ بشارت دیتے ہیں:

''اگر ہمارے شیعہ (کہ خداوند عالم ان کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا کرے) اپنے کئے

ہوئے عہد و پیمان پر یکدل اور مصمم ہوں تو ہرگز (ہمارے) دیدار کی نعمت میں دیر نہیں ہوگی اور مکمل و حقیقی معرفت کے ساتھ ہماری ملاقات جلد ہی ہوجائے گی۔''

(احتجاج، ج۲،ش۳۶۰،ص۶۰۰)

اور یہ عہد و پیمان وہی ہے جو کتاب خدا اور الٰہی نمائندوں کے کلام میں بیان ہوا ہے، جن میں سے چند کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

الف: آئمہ معصومین علیہم السلام کی پیروی کرنے کی ہر ممکن کوشش اور آئمہ ہدیٰ (ع) کے چاہنے والوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرنا۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری نسل سے قائم کو اس حال میں دیکھیں کہ ان کے قیام سے پہلے خود ان کی پیروی کریں اور ان کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کریں، تو ایسے افراد میرے دوست اور میرے ساتھی ہیں اور روز قیامت میرے نزدیک میری تمام امت میں سے عزیز و عظیم افراد ہوں گے۔''

(کمال الدین، ج۱، باب ۲۵، ح۲، ص۵۳۵)

ب: دین میں تحریفات، بدعتوں اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں اور فحشاء کے مقابلہ میں انتظار کرنے والوں کو بے توجہ نہیں رہنا چاہئے، بلکہ نیک سنتوں اور اخلاقی اقدار کے بھلائے جانے پر ان کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''یقیناً اس امت کے آخری زمانہ (آخر الزمان) میں ایک گروہ ایسا آئے گا جن کی جزاء اسلام میں سبقت کرنے والوں کی طرح ہوگی وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوں گے اور اہل فتنہ (وفساد) سے جنگ (مقابلہ) کرتے ہوں گے۔''

(دلائل النبوہ، ج۶، ص۵۱۳)

ج: ظہور کا انتظار کرنے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ تعاون اور نصرت و مدد کو اپنے منصوبوں میں پیش نظر رکھیں اور اس معاشرہ کے افراد تنگ نظری اور خود پرستی سے پرہیز کرتے ہوئے معاشرہ میں غریب اور حاجت مند لوگوں پر دھیان دیں اور ان کے معاملے میں لاپرواہی نہ کریں۔

شیعوں کی ایک جماعت نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے نصیحت کی درخواست کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

''تم میں سے صاحب حیثیت لوگ غریبوں کی مدد کریں اور مالدار افراد حاجت مندوں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آئیں اور تم میں سے ہر شخص دوسرے کے لئے نیک نیتی سے کام لے۔'' (بحارالانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۵، ص ۱۲۳)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تعاون اور مدد کا دائرہ فقط ان کے اپنے علاقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ انتظار کرنے والوں کی خیر اور احسان دور دراز کے علاقوں میں بھی پہنچتا ہے کیونکہ انتظار کے پرچم تلے کسی طرح کی جدائی اور غیریت و دوئیت کا احساس نہیں ہوتا۔

''انتظار کرنے والے معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں مہدوی رنگ و بو پیدا کریں، ان کے نام اور ان کی یاد کا پرچم ہر جگہ لہرائیں اور امام علیہ السلام کے کلام اور کردار کو اپنی گفتگو اور عمل کے ذریعہ عام کریں اور اس راہ میں بھرپور کوشش کریں کہ بے شک آئمہ معصومین کا لُطفِ خاص ان کے شامل حال ہوگا۔''

امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی عبدالحمید واسطی آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں:

''ہم نے امام علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں اپنی پوری زندگی وقف کردی کہ جس کی وجہ سے ہمیں بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔''

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

''اے عبدالحمید! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ خداوند عالم نے اس بندہ کے لئے جس نے خود

کو خداوند عالم کے لئے وقف کردیا ہے مشکلات سے نجات کے لئے کوئی راستہ نہیں قرار دیا ہے؟ خدا کی قسم، اس نے ایسے لوگوں کی مشکلات کے حل کے لئے راستہ مقرر کیا ہے۔ خداوند عالم رحمت کرے اس شخص پر جو ہمارے امرِ (ولایت) کو زندہ رکھے۔"

(بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۱۶، ص ۱۲۶)

آخری نکتہ یہ ہے انتظار کرنے والے معاشرے کو کوشش کرنا چاہئے کہ تمام اجتماعی پہلوؤں میں دوسرے معاشروں کے لئے نمونہ قرار پائے اور منجی عالم بشریت کے ظہور کیلئے تمام لازمی راستوں کو ہموار کرے۔

انتظار کے اثرات

بعض لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ عالمی مصلح (اصلاح کرنے والے) کا انتظار انسان پر جمود اور لاتعلقی کی حالت طاری کردیتا ہے اور جو لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ایک عالمی مصلح آئے گا اور ظلم و جور اور برائیوں کا خاتمہ کردے گا وہ برائیوں اور پستیوں کے مقابل ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں، خود کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور ظلم و ستم کو خاموشی سے دیکھتے رہیں!!

لیکن یہ نظریہ ایک سطحی نظریہ ہے اور اس میں دقت نظر سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے سلسلہ میں بیان ہونے والے مطالب کے پیش نظر واضح ہے کہ انتظار کا مسئلہ اپنی بے مثال خصوصیات اور امام مہدی علیہ السلام کی بے مثال عظمت کے پیش نظر نہ صرف انسان میں جمود اور بے حسی پیدا نہیں کرتا بلکہ حرکت، جوش و جذبہ اور ارتقاء کا بہترین سبب ہے۔ انتظار، منتظر میں ایک مبارک اور با مقصد جذبہ پیدا کرتا ہے اور منتظر جتنا بھی انتظار کی حقیقت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے مقصد کی طرف اس کی رفتار بھی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے انتظار کے زیر سایہ انسان خود پرستی سے آزاد ہو کر خود کو اسلامی معاشرے کا ایک حصہ تصور کرتا ہے، لہذا معاشرے کی اصلاح کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا ہے اور جب ایک معاشرے کے افراد یہ جذبہ رکھتے ہوں تو

پھراس معاشرے میں فضائل اوراقداررائج ہونے لگتے ہیں اورمعاشرے کے سب لوگ نیکیوں کی طرف قدم بڑھانے لگتے ہیں اورایسے ماحول میں کہ جواصلاح، کمال، امیداورنشاط بخش فضااور تعاون وہمدردی کا ماحول ہے، دینی عقائداورمہدوی نظریہ معاشرے کے افرادمیں پیدا ہوتا ہے اوراس انتظار کی برکت سے منتظرین فساداور برائیوں کے دلدل میں نہیں پھنستے بلکہ اپنے دینی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔وہ انتظار کے زمانہ میں پیش آنے والی مشکلات میں صبرو استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خداوندعالم کا وعدہ پورا ہونے کی امید میں ہر مصیبت اور پریشانی کو برداشت کرلیتے ہیں اورلمحہ بھر سستی اور مایوسی کا شکارنہیں ہوتے۔واقعاً کونسا ایسا مکتب اور مذہب ہوگا جس میں اس کے ماننے والوں کے لئے ایک روشن مستقبل پیش کیا گیا ہو؟ ایسا راستہ جو الٰہی جذبہ ونصب العین کے تحت طے کیا جائے، جس کے نتیجہ میں اجرعظیم حاصل ہو۔

شرائط و علائم ظہور

اہداف

۱) ظہور کے اسباب و عوامل کی شناخت (تا کہ ظہور کا راستہ ہموار کرنے میں انسان کے کردار پر توجہ دی جاسکی)

۲) حضرت کے ظہور کی علامات سے آگاہی (تا کہ مہدی ہونے'' کے جھوٹے دعویداروں کی تکذیب کی جاسکی)

دنیا ظہور کے وقت

ہم نے گزشتہ بحثوں میں امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی غیبت اور اس کے فلسفہ کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ اللہ تعالی کی آخری حجت غائب ہوئی تا کہ ان کے ظہور کا راستہ ہموار ہو تو وہ ظہور فرمائیں گے اور دنیا کو براہ راست اپنی ہدایت کے نور سے فیضیاب فرمائیں گے۔ اگرچہ غیبت کے زمانہ میں بشریت اس طرح عمل کر سکتی تھی کہ جس سے امام علیہ السلام کے ظہور کا راستہ جلد از جلد ہموار ہو جائے۔ لیکن شیطان اور ہوائے نفس کی پیروی اور قرآن کی صحیح تربیت سے دور رہنے، نیز معصومین علیہم السلام کی ولایت اور رہبری قبول نہ کرنے کی وجہ سے انسانیت غلط راستہ پر چل پڑی ہے اور ہر روز دنیا میں ظلم و ستم کے سائے پھیلتے چلے گئے۔ بشریت اس راستہ کے انتخاب کی وجہ سے ایک بہت برے انجام کو جا پہنچی ہے۔ آج کی دنیا ظلم و جور اور فساد و تباہی سے پُر ہے، آج کا دور اخلاقی اور نفسیاتی امن و امان سے اور زندگی معنویت اور پاکیزگی سے خالی ہے اور معاشرہ ظلم و ستم سے لبریز ہے کہ جس میں ماتحت لوگوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، یہ سب

کچھ غیبت کے زمانہ میں انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں صدیوں پہلے معصومین علیہم السلام نے پیشین گوئی فرمائی تھی اور اس زمانہ کی سیاہ تصویر پیش کی تھی۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

''جب تم دیکھو کہ ظلم و ستم عام ہو رہا ہے، قرآن کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے اور اس کی تفسیر ہوا و ہوس کی بنا پر کی جا رہی ہے، اہل باطل، حق پرستوں پر سبقت لے گئے ہیں، ایماندار افراد خاموش ہیں، رشتہ داریاں ختم ہو گئی ہیں، چاپلوسی بڑھ گئی ہے، نیکیوں کا راستہ راہروں سے خالی ہے اور برائیوں کے راستہ پر بھیڑ دکھائی دے رہی ہے، حلال کو حرام قرار دیا گیا ہے اور حرام کو حلال شمار کیا جا رہا ہے، بہت سا مال و دولت خدا کے غیظ و غضب (گناہوں اور برائیوں) کے راستے میں خرچ کیا جا رہا ہے، حکومتی اہلکاروں میں رشوت کا بازار گرم ہے، بیہودہ کھیل اس قدر رائج ہو چکے ہوں کہ کوئی ان کی روک تھام کی جرائت نہیں رکھتا، قرآنی حقائق سننا لوگوں پر گراں گزرتا ہے لیکن باطل اور فضول باتیں سننا ان کے لئے آسان ہے وہ غیر خدا کے لئے خانہ خدا کا حج کرتے ہیں، جب لوگ سنگدل ہو جائیں اور احساسات و عواطف کا جنازہ اٹھ جائے، اگر کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو لوگ اس کو یہ نصیحت کریں کہ یہ تمھاری ذمہ داری نہیں ہے، ہر سال ایک نیا فتنہ اور نئی بدعت پیدا ہو جائے، (تو جب تم یہ دیکھ لو کہ لوگوں کے حالات اس طرح کے ہو گئے ہیں) تو خود کو محفوظ رکھنا اور اس خطرناک ماحول سے نجات کے لئے خدا کی پناہ طلب کرنا کیونکہ ایسے حالات میں ظہور کا زمانہ نزدیک ہوگا۔'' (کافی، جلد 7، ص ۲۸)

البتہ ظہور سے پہلے کی یہ سیاہ تصویر لوگوں کی اکثریت کے چہروں کی عکاسی کرتی ہے وگرنہ خود اس زمانہ میں بھی بعض مومنین ایسے ہوں گے جو خدا سے کئے ہوئے اپنے عہد و پیمان پر باقی رہیں گے اور اپنے دینی عقائد کی سرحدوں کی حفاظت کریں گے۔ وہ فاسد ماحول کے رنگ میں نہیں رنگے جائیں گے اور اپنی زندگی کا انجام دوسرے لوگوں کے برے انجام سے متصل نہیں کریں

گے، یہ افراد اللہ تعالی کے بہترین بندے اور آئمہ علیہم السلام کے سچے شیعہ ہوں گے۔ روایات میں ان کی مدح وتعریف وارد ہوئی ہے، یہ لوگ خود بھی نیک و پاکیزہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی نیکی و پاکیزگی کی دعوت دیتے ہوں گے کیونکہ وہ اس بات میں بہتری سمجھتے ہیں کہ نیکیوں اور خوبیوں کو رائج کرنے اور ایمان کے عطر سے ماحول کو خوشگوار بنانے سے نیکیوں کے امام کا ظہور جلد ہوسکتا ہے اور ان کی حکومت کے قیام کا راستہ ہموار کیا جا سکتا ہے، کیونکہ برائیوں کا مقابلہ اس وقت کیا جا سکتا ہے کہ جب مصلح موعود کے ناصر و مددگار موجود ہوں۔

ہمارا پیش کردہ یہ نظریہ اس نظریہ کے بالکل برعکس ہے جس میں برائیوں کا پھیلانا جلدی ظہور کا سبب قرار دیا گیا ہے، کیا واقعاً یہ بات قابل قبول ہے کہ مومنین برائیوں کے مقابلہ میں خاموشی اختیار کریں تا کہ معاشرے میں برائیاں پھیلتی رہیں اور اس طرح امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا راستہ فراہم کیا جائے؟ کیا نیکیوں اور فضائل کا رائج کرنا، امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل (جلدی) کا سبب نہیں قرار پائے گا؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک ایسا فرض ہے جو ہر مسلمان پر یقینی طور پر واجب ہے جس کو کسی بھی زمانہ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کیلئے برائیوں اور ظلم وستم کی ترویج کس طرح کی جا سکتی ہے؟

جیسا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس امت (مسلمان) کے آخری زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جن کا اجر وثواب صدر اسلام کے مسلمانوں کے برابر ہوگا، وہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دیں گے اور فتنہ وفساد اور برائیوں کا مقابلہ کریں گے۔"

(معجم احادیث الامام المہدی، ج1، ص49)

اس کے علاوہ متعدد روایات میں جس بات کی تصریح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا ظلم وستم سے بھر جائے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام انسان ظالم بن جائیں گے بلکہ خدا کے راستہ پر چلنے والے بھی موجود ہوں گے اور ہر ماحول میں اخلاقی فضائل کی خوشبو بھی دلوں کو معطر کرتی نظر آئے

گی۔

بنا، براین، ظہور سے قبل کا زمانہ اگر چہ ایک تلخ زمانہ ہوگا لیکن ظہور کے شیرین زمانہ پر ختم ہوگا اور اگر چہ یہ زمانہ ظلم وستم اور برائیوں کا زمانہ ہوگا، لیکن اس زمانہ میں بھی پاک رہنا اور دوسروں کو نیکیوں کی دعوت دینا منتظرین کا لازمی فریضہ ہوگا اور ان کا یہ کردار قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور پر براہ راست اثر انداز ہوگا۔ اس حصہ کو حضرت امام مہدی کے اس کلام پر ختم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''ہمیں اپنے شیعوں سے کوئی چیز دور نہیں کرتی مگر ان کے (وہ برے) اعمال جو ہم تک پہنچتے ہیں اور ہمیں پسند نہیں آتے اور ہم ان سے ایسے اعمال کے ارتکاب کو جائز نہیں سمجھتے۔'' (احتجاج، ج2، ص602)

ظہور کی شرائط (اسباب) اور نشانیوں میں فرق

شرائط (یا اسباب) اور علامات (یا نشانیوں) میں یہ فرق ہے کہ شرائط کے مہیا ہونے سے ظہور متحقق ہوتا ہے۔ درحالیکہ نشانیوں کے ظاہر ہونے سے صرف ظہور کے نزدیک ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کی وضاحت یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ شرائط یا اسباب ظہور کو وجود میں لاتے ہیں جتنی جلد شرائط پوری ہوں گی اتنی جلد ظہور متحقق ہوگا۔ درحالیکہ نشانیوں کے ظاہر ہونے کا ظہور کی تعجیل میں کوئی کردار نہیں یعنی نشانیاں ظہور کو جلد نہیں کرتی صرف ظہور کے نزدیک ہونے کا بتاتی ہیں۔ مذکورہ فرق کے پیش نظر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ظہور کی شرائط اور اسباب کا مہیا ہونا نشانیوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ نشانیوں کو تلاش کرنے سے پہلے امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی شرائط پر توجہ دیں اور اپنی طاقت کے مطابق ان شرائط کو وجود میں لانے کے لئے کوشش کریں۔

ظہور کی شرائط اور اسباب

کائنات کی ہر چیز اپنی شرائط اور اسباب مہیا ہونے پر وجود میں آجاتی ہے اور ان کے بغیر کوئی بھی چیز وجود میں نہیں آتی، ہر زمین دانہ کی پرورش کی لیاقت نہیں رکھتی اور ہر طرح کی آب و ہوا ہر گل وسبزہ کی نشوونما کے لئے مناسب نہیں ہے ایک کاشتکار زمین سے اس وقت اچھی فصل کاٹنے کی توقع رکھ سکتا ہے جب اس نے فصل کے لئے لازمی شرائط پوری کی ہوں۔ بناء بر ایں، ہر انقلاب اور ہر اجتماعی واقعہ شرائط اور اسباب کے مہیا ہونے پر موقوف ہوتا ہے، جس طرح کہ ایران کا اسلامی انقلاب بھی شرائط اور اسباب کے مہیا ہونے کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا عالمی قیام اور عالمی انقلاب کہ جو دنیا کا سب سے بڑا انقلاب ہوگا، وہ بھی اس قانون کے تحت ہے اور جب تک اس کے اسباب اور شرائط پورے نہ ہوجائیں اس وقت تک واقع نہیں ہوگا۔ اس بات کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں یہ تصور نہ آئے کہ امام مہدی علیہ السلام کے قیام اور آپ کی حکومت کا مسئلہ نظام خلقت پر لاگو قوانین سے الگ ہے اور آپ کی اصلاحی تحریک کسی معجزہ کی بنا پر اور اسباب وعلل کے بغیر واقع ہوگی۔ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن اور اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں قانون الٰہی یہ ہے کہ کائنات کے تمام امور اپنے طبیعی طریقہ کار اور عمومی اسباب وعوامل کی بنیاد پر انجام پائیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''خداوند عالم تمام چیزوں کو فقط اور فقط ان کے اسباب وعلل کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔''

(میزان الحکمہ، ج5، ح8166)

ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا:

''لوگ کہتے ہیں کہ جب امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کا ظہور ہوگا تو تمام امور ان کی مرضی کے مطابق خود بخود ٹھیک ہوجائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز ایسا

نہیں ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر اس طرح ہونا ہوتا تو پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسا ہوتا۔''

(غیبت نعمانی، باب 15، ح2)

البتہ مذکورہ گفتگو کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کوئی غیبی اور آسمانی مدد نہیں ہوگی۔ بلکہ جیسی مدد جنگ بدر وغیرہ میں ہوئی ایسی مدد کا کوئی انکار نہیں کرتا یہاں مقصد یہ ہے کہ غیبی امداد کے ساتھ ساتھ عام شرائط اور حالات کا ہموار ہونا بھی ضروری ہے۔ اس تمہید کے پیش نظر ضروری ہے کہ پہلے ظہور کے اسباب کو پہچانا جائے اور پھر انہیں حقیقت میں بدلنے کی کوشش کی جائے۔

درج ذیل چار چیزیں (بقیہ انقلابات کی طرح) حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام اور عالمی انقلاب کی اہم ترین شرائط اور اسباب میں سے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کے بارے میں الگ الگ بحث کی جائے گی:

الف: منصوبہ بندی

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہر انقلاب اور اصلاحی تحریک میں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے:

۱) معاشرہ میں موجود برائیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک مکمل منصوبہ بندی اور تمام وسائل کو منظم کرنا۔

۲) ایک ایسا کامل قانون کہ جس میں تمام معاشرتی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہو اور وہ قانون ایک عادلانہ نظام حکومت کے تحت تمام انفرادی اور اجتماعی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہو اور معاشرہ کی سمت ترقی اور اس کی منزل مقصود کی طرف موڑ دے۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور سنت معصومین علیہم السلام، حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پاس بہترین قانون کے عنوان سے ہوں گے (یعنی وہ منصوبہ بندی و کامل قانون، قرآن وسنت

معصومینؑ کی شکل میں موجود ہے) اور آپ اس الٰہی جاودانہ دستور العمل کے مطابق حکومت کریں گے۔(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حضرت مام مہدی کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یعمل بکتاب اللہ، لا یری منکراً الا انکرہ۔

وہ کتاب خدا (یعنی قرآن) کے مطابق عمل کریں گے اور کسی برائی کو نہیں دیکھیں گے مگر اس کا انکار کریں گے (یعنی ہر برائی کا مقابلہ کریں گے)(بحارالانوار جلد 51،ص 141)

قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات کا مجموعہ خداوند عالم کی طرف سے نازل ہوا جو کہ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں اور اس کی مادی و معنوی ضرورتوں سے واقف ہے۔لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کا عالمی انقلاب منصوبہ بندی اور حکومتی قوانین کے لحاظ سے بے مثال پشت پناہی کی بنیاد پر استوار ہوگا اور کسی بھی دوسری اصلاحی تحریک سے قابل موازنہ نہیں ہے۔اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ آج کی دنیا خود ساختہ بشری قوانین کے تجربے کے بعد ان قوانین کے ضعف اور کمزوری کا اعتراف کر رہی ہے اور آہستہ آہستہ آسمانی قوانین کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو رہی ہے۔اگر چہ امریکی سیاست دانوں کے مشیر ''آلوین ٹافلر'' نے آج کی دنیا کو اس بحرانی حالت سے نکالنے اور عالمی معاشرہ کی اصلاح کیلئے تیسری لہر کا نظریہ پیش کیا ہے لیکن اس نے اس سلسلہ میں حیرت انگیز باتوں کا اقرار کیا ہے: ہمارے (مغربی) معاشرے میں مشکلات اور پریشانیوں کی فہرست اتنی طولانی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔صنعتی کلچر (اور کاروباری نظام کے متزلزل ہونے،فساد اور بے کفایتی کی کشمکش کی وجہ سے اخلاقی تنزل اور برائیوں کی بو مشام انسانیت کو آزار دے رہی ہے، جس کے نتیجہ میں لوگوں میں غم و غصہ کی لہر اور تبدیلی کے لئے دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس طرح کے دباؤ کے جواب میں ہزاروں ایسے منصوبے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن کے بارے میں دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ منصوبے بنیادی یا انقلابی ہیں،لیکن متعدد بار نئے قوانین، ضابطے،منصوبے اور دستور العمل کہ جن کو ہماری مشکلات کے حل کے لئے پیش کیا گیا ہے، ہماری مشکلات میں روز بروز اضافہ کرتے جارہے ہیں اور مایوسی اور نا امیدی کا احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے کہ کوئی فائدہ نہیں ہے کسی کا

کوئی اثر نہیں ہے اور یہ احساس ہر ڈیموکریٹک نظام کے لئے خطرناک ہے، جس کے پیش نظر مثالوں میں بیان ہونے والے ''سفید گھوڑے پر سوار مرد'' کی ضرورت کا انتظار شدت سے کیا جارہا ہے۔ (فصلنامہ انتظار سال دوم، ص98۔ (نقل از سوی تمدن جدید، ٹافلر، محمد رضا جعفری)

ب: رہبری

ہر انقلاب اور قیام میں رہبر اور قائد کی ضرورت سب سے پہلی ضرورت شمار کی جاتی ہے اور انقلاب جس قدر وسیع اور بلند مقصد کا حامل ہوتا ہے اس انقلاب کا رہبر اور قائد بھی ان اغراض و مقاصد کے لحاظ سے عظیم و بلند مرتبہ ہونا ضروری ہے۔ عالمی سطح پر ظلم وستم سے مقابلہ، عدل و انصاف پر مبنی حکومت اور کرہ زمین پر مساوات برقرار کرنے کے لئے توانا، صاحب علم اور دلسوز رہبر اس انقلاب کا اصلی رکن ہے کہ جو واقعی طور پر اس انقلاب کی صحیح رہبری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام جو انبیاء اور اولیاء علیھم السلام کے وارث ہیں وہ اس عظیم الشان انقلاب کے رہبر کے عنوان سے زندہ اور حاضر ہیں۔ صرف آپ ہی ایسے رہبر ہیں کہ جو عالم غیب سے رابطہ کی وجہ سے کائنات اور اس کی اشیا کے باہمی روابط سے مکمل طور پر آگاہی رکھتے ہیں اور اپنے زمانہ کے سب سے عظیم عالم ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آگاہ رہو کہ مہدی علیہ السلام تمام علوم کے وارث ہیں اور تمام علوم پر احاطہ رکھتے ہیں۔''

(نجم الثاقب ص193)

وہ واحد ایسے رہبر ہیں جو ہر طرح کی قید و بند سے آزاد اور ان کا دل صرف پروردگار عالم کی مرضی کے تابع ہے۔ بنابرایں، امام زمانہ علیہ السلام کا عالمی انقلاب اور حکومت، رہبری اور قیادت کے لحاظ سے بھی بہترین حالات وشرائط کی حامل ہے۔

ج: انصار

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کیلئے ضروری شرائط میں سے آپ کے شائستہ، کارآمد اور لائق انصار یا مددگاروں کا وجود بھی ہے، جو اس انقلاب کی پشت پناہی اور حکومتی عہدوں پر رہ کر امام علیہ السلام کی نصرت کریں گے۔ ظاہر سی بات ہے کہ جب عالمی انقلاب آسمانی رہبر کے ذریعہ برپا ہوگا تو پھر اس لحاظ سے امام علیہ السلام کو انصار و مددگاروں کی بھی ضرورت ہوگی۔ ایسا نہیں ہے کہ جس نے بھی نصرت کا دعوی کر لیا وہ ان کی نصرت کیلئے حاضر ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں درج ذیل واقعہ پر توجہ فرمائیں: حضرت امام صادق علیہ السلام کے شیعوں میں سے ایک شخص، سہل بن حسن خراسانی'' نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ کیلئے کونسی چیز اپنے مسلم حق (حکومت) کے حصول کی راہ میں مانع ہے، جبکہ آپ کے ایک لاکھ شیعہ، تلوار چلانے والے آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں؟ امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ تنور روشن کیا جائے۔ اور جب اس سے آگ کے شعلہ باہر نکلنے لگے تو آپ نے سہل سے فرمایا: اے خراسانی! اٹھو اور تنور میں کود جاؤ۔ سہل کا گمان تھا کہ امام علیہ السلام اس کی باتوں سے ناراض ہو گئے ہیں چنانچہ وہ معافی طلب کرنے لگا اور عرض کی: آقا مجھے معاف فرما دیں مجھے آگ میں ڈال کر سزا نہ دیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تم سے در گزر کرتا ہوں۔ اس موقع پر ہارون آ پہنچے، جو امام علیہ السلام کے حقیقی شیعہ تھے۔ انہوں نے امام علیہ السلام کو سلام کیا، امام نے سلام کا جواب دیا اور بغیر کسی مقدمہ کے فرمایا: اس تنور میں کود جاؤ! ہارون مکی فوراً چوں و چرا کیے بغیر اس تنور میں کود پڑے اور امام علیہ السلام اس خراسانی سے گفتگو کرنے میں مشغول ہو گئے اور خراسان کے واقعات ایسے بیان کرنے لگے جیسا کہ امام علیہ السلام خود ان حالات و واقعات کے شاہد ہوں کچھ دیر بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے خراسانی اٹھو اور تنور کے اندر جھانک کر دیکھو! سہل اٹھے اور تنور کے اندر ہارون کو دیکھا کہ جو آگ کے شعلوں کے درمیان دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں۔

امام علیہ السلام نے ان سے سوال کیا: خراسان میں ہارون کی طرح کے کتنے لوگوں کو پہچانتے ہو؟ خراسانی نے جواب دیا خدا کی قسم! میں تو ایسے کسی ایک شخص کو بھی نہیں جانتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''یادرکھو! جب تک ہمیں ایسے پانچ ناصر و مددگار نہ مل جائیں اس وقت تک قیام نہیں کرتے، ہم بہتر جانتے ہیں کہ کب قیام (اور انقلاب) کا وقت ہے۔''

(سفینۃ البحار ج8، ص681)

لہٰذا مناسب ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے انصار کی صفات اور خصوصیات کو آئمہ ہدی علیہم السلام کی روایات کی روشنی میں پہچانیں تا کہ اس طرح ہم خود کو صحیح طور پر پہچان لیں اور کمی بیشی دور کرکے اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

انصار کی خصوصیات

۱) معرفت اور اطاعت

امام مہدی علیہ السلام کے ناصر و مددگار خداوند عالم اور اپنے امام کی گہری شناخت رکھتے ہیں اور مکمل آگاہی کے ساتھ میدان حق میں وارد رہتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ ایسے اشخاص میں جو خدا کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے۔''

(یوم الخلاص، ص224)

امام کی شناخت اور امام پر ان کا عقیدہ ان کے وجود کی گہرائیوں میں جڑیں پکڑ چکا ہو اور یہ شناخت امام علیہ السلام کے نام ونشان اور نسب جاننے سے بالاتر ہے یعنی امام کے حق ولایت اور

کائنات میں ان کے بلند مرتبہ کی معرفت ہے اور یہ وہی معرفت ہے جس نے ان کے دلوں کو ان کی محبت سے سرشار کردیا ہے اور انہیں ان کا مطیع اور فرمانبردار قرار دیا ہے؛ کیونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ امام علیہ السلام کا حکم، خدا کا حکم ہے اور ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی توصیف میں فرمایا:

''وہ لوگ اپنے امام کی اطاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔''

(منتخب الاثر فصل ۸، باب ا، ح 2، ص 611)

۲) عبادت اور استحکام

امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کے انصار و مددگار عبادت میں اپنے امام کو نمونہ عمل قرار دیتے ہیں اور شب و روز اپنے خدا کے ذکر میں گزارتے ہیں۔حضرت امام صادق علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا:

''رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں۔'' (یوم الخلاص، ص 224)

ایک اور جگہ میں فرماتے ہیں:

''گھوڑوں (یا سوار ہونے والی چیز) پر سواری کی حالت میں بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔''

(بحار الانوار جلد 52، ص 308)

یہی ذکر خدا ہے جس سے فولادی مرد بنتے ہیں، جس کے استحکام اور مضبوطی کو کوئی چیز بھی ختم نہیں کرسکتی۔حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ گویا ان کا دل لوہے کا ٹکڑا ہے۔۔(بحار الانوار جلد 52، ص 308)

۳) جانثاری اور شہادت کی تمنا

امام مہدی علیہ السلام کے انصار کی آنحضرت کے بارے میں گہری معرفت ان کے دلوں کو اپنے امام کے عشق سے لبریز کرتی ہے۔لہٰذا وہ جنگ کے میدان میں اپنے امام کو نگینہ کی طرح اپنے

درمیان میں لے کر اپنی جان کو ان کے لئے ڈھال قرار دیتے ہیں۔حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''امام مہدی کے انصار و مددگار جنگ کے میدان میں آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے ہوں گے اور اپنی جان کو سپر بنا کر اپنے امام کی حفاظت کریں گے ۔۔۔راہ خدا میں شہادت پانے کی تمنا کریں گے۔'' (بحارالانوار جلد 52،ص308)

۴) شجاعت اور دلیری

امام مہدی علیہ السلام کے ناصر و مددگار اپنے مولا کی طرح شجاع، بہادر اور فولادی مرد ہوں گے۔حضرت علی علیہ السلام ان کی توصیف میں فرماتے ہیں:

''وہ ایسے شیر ہیں جو اپنی کچھار سے باہر نکل آئے ہیں اور اگر چاہیں تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں۔'' (یوم الخلاص،ص224)

۵) صبر و بردباری

واضح ہے کہ عالمی سطح پر ظلم وستم سے مقابلہ کرنے اور عالمی سطح پر عدل و انصاف کی حکومت قائم کرنے میں بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا ہوگا اور امام علیہ السلام کے انصار و مددگار اپنے امام کے عالمی مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہچانے کے لئے مشکلات اور پریشانیوں کو اپنی جان پر لیں گے لیکن اخلاص اور تواضع کی بنا پر اپنے کام کو معمولی اور ناچیز شمار کریں گے۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ ایسا گروہ ہے جو راہ خدا میں صبر اور بردباری کی وجہ سے خدا پر احسان نہیں جتلاتے اور اپنی جان کو پروردگار کے حضور میں پیش کر کے خود پر فخر نہیں کرتے اور اس چیز کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔'' (یوم الخلاص،ص224)

۶) اتحاداور ہمدلی

حضرت امام علی علیہ السلام، امام مہدی کے انصار کے باہمی اتحاداور ہمدلی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ لوگ یکجان اور ہم آہنگ (یعنی متحد) ہوں گے۔'' (یوم الخلاص، ص224)

اس ہمدلی اور اتحاد کا سبب یہ ہے کہ خود پسندی اور ذاتی مفاد ان کے وجود میں نہیں ہوگا۔ وہ صحیح عقیدہ کے ساتھ ایک پرچم کے نیچے اور ایک مقصد کے تحت قیام کریں گئے اور یہ دشمن کے مقابلے میں ان کی کامیابی کا ایک راز ہے۔

۷) زہدوتقویٰ

حضرت امام علی علیہ السلام، امام مہدی کے انصار کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ اپنے انصار و مددگاروں سے اس بات پر بیعت لیں گے کہ وہ سونا اور چاندی جمع نہ کریں اور گیہوں اور جو کا ذخیرہ نہ کریں۔'' (منتخب الاثر فصل 6، باب 11، ح4، ص581)

وہ بلند مقاصد رکھتے ہیں اور ایک عظیم مقصد کے لئے قیام کریں گے لہذا دنیا کی مادی رنگینی ان کو اس عظیم مقصد سے دور نہیں کرسکتی، اس وجہ سے جن لوگوں کی آنکھیں دنیا کی زرق و برق دیکھ کر خیرہ ہوجاتی ہیں اور ان کا دل پانی پانی ہوجاتا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے امام مہدی علیہ السلام کے خاص انصار و مددگاروں میں کوئی جگہ نہ ہوگی۔

جو خوبیاں یہاں بیان ہوئی ہیں یہ امام مہدی علیہ السلام کے انصار و مددگاروں کی کچھ خصوصیات ہیں اور انہی صفات اور خصوصیات کی وجہ سے روایات میں ان کو احترام سے یاد کیا گیا ہے اور معصومین علیہم السلام نے اپنی لسان مبارک پر ان کی مدح و ستائش کے جملات جاری کئے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی توصیف میں فرمایا:

أولیك هم خیار الأمة

''یعنی وہ لوگ میری امت کے بہترین افراد ہیں۔''

ایک اور حدیث میں حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا بِأَبِي وَ أُمِّي هُمْ مِنْ عِدَّةٍ أَسْمَاؤُهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوفَةٌ وَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُولَةٌ

''میرے ماں باپ اس چھوٹے گروہ پر قربان جو آسمان پر معروف اور زمین میں ناشناختہ ہیں۔'' (نہج البلاغہ خطبہ 185)

امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کے انصار و مددگار اپنی لیاقت اور صلاحیت کے لحاظ سے مختلف درجات میں تقسیم ہوں گے اور روایات میں بیان ہوا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ان خاص ۳۱۳ ناصرین (کہ جو اس انقلاب کی خاص فورس ہوں گے) کے علاوہ دس ہزار کا لشکر بھی ہوگا اور ان کے علاوہ انتظار کرنے والے مومنین کی ایک عظیم تعداد آپ کی مدد کرے گی۔

ب: عام آمادگی

آئمہ معصومین علیہ السلام کی تاریخ میں مختلف مواقع پر اس حقیقت کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ لوگ امام کے حضور سے بہتر فائدہ اٹھانے کے لئے لازمی تیاری نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے کسی بھی زمانہ میں امام معصوم علیہ السلام کے پرنور حضور کے فیض کی قدر نہیں کی اور ان کے چشمہ ہدایت سے مناسب فیض حاصل نہیں کیا۔ لہٰذا خداوند عالم نے اپنی آخری حجت کو پردہ غیبت میں بھیج دیا تا کہ جب ان کو قبول کرنے کیلئے سب تیار ہو جائیں گے تو امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور انہی تعلیمات کے سرچشمے سے سب کو سیراب فرمائیں گے، اس بنا پر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کیلئے، عام لوگوں میں اور تمام معاشروں میں آمادگی اور تیاری اہم شرائط میں سے ہے، کیونکہ اسی تیاری کی وجہ سے امام علیہ السلام کی اصلاحی تحریک مطلوبہ مقصد تک پہنچ سکتی ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور بھی اسی وقت ہوگا جب سب لوگ دل کی گہرائیوں سے اجتماعی عدالت، اخلاقی اور نفسیاتی تحفظ اور معنویت کے رشد و نمو کے طلب گار ہوں گے۔ جب لوگ ناانصافی اور امتیازی سلوک سے تھک جائیں گے۔ جب وہ ضعیف اور کمزور لوگوں کے حقوق طاقتوروں اور صاحب مال و دولت لوگوں کے ذریعہ پامال ہوتا دیکھیں گے اور مال و دولت صرف چند لوگوں کے قبضہ میں دیکھیں گے تو ایسے موقع پر عدالت طلبی کی پیاس اپنے عروج پر ہوگی۔ جب مختلف اخلاقی برائیاں معاشرے میں رائج ہوتی جارہی ہوں اور برائی انجام دینے میں ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کررہا ہو، بلکہ اپنے برے کاموں پر فخر کیا جارہا ہو، یا انسانی اور الٰہی اصولوں سے اس طرح دوری اختیار کی جارہی ہو کہ عفت اور پاکدامنی کے منافی کاموں کو قانونی شکل دی جارہی ہو، جس کے نتیجہ میں گھر اور خاندان کا نظام درہم و برہم ہوجاتا ہو اور بے سرپرست بچے معاشرے کے حوالہ کئے جاتے ہوں، تو اس موقع پر ایسے رہبر کے ظہور کا اشتیاق بہت زیادہ ہوجاتا ہے کہ جس کی حکومت انسانیت کے لئے اخلاقی اور نفسیاتی تحفظ اور سلامتی کا ہدیہ وتحفہ لے کر آئے۔ اور جس وقت لوگوں نے تمام مادی لذتوں کا تجربہ کرلیا ہو لیکن اپنی زندگی سے خوش نہ ہوں اور ایسی دنیا کی تلاش میں ہوں جو معنویت سے لبریز ہو تو ایسے موقع پر انسان لطف امام کے چشمہ کا پیاسا ہوگا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ امام علیہ السلام کے حضور کو درک کرنے کا شوق اس وقت عروج پر ہوگا کہ جب بشریت اپنے ذاتی تجربہ سے مختلف انسانی حکومتوں اور نظاموں کا تجربہ کرکے اس حقیقت کو پالے گی کہ دنیا کو ظلم و ستم، تباہی اور برائیوں سے نجات دینے والا زمین پر الٰہی خلیفہ اور جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام مہدی علیہ السلام ہی ہیں اور انسانیت کے لئے پاک و پاکیزہ اور بہترین زندگی عطا کرنے والا منصوبہ صرف اور صرف الٰہی قوانین میں ہے۔ لہٰذا اس موقع پر انسانیت اپنے پورے وجود سے امام علیہ السلام کی ضرورت کا احساس کرے گی اور اس احساس کی وجہ سے اس کے ظہور کے لئے راستہ فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔ نیز اس راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرے گی اور یہ اسی وقت ہوگا جب گشائش اور ظہور کا موقع آئے گا۔ پیغمبر اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری زمانے اور ظہور سے قبل کے زمانہ کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک زمانہ وہ آئے گا کہ مومن کو جائے پناہ نہیں ملے گی کہ جہاں وہ ظلم وستم اور تباہی کے اثر سے نجات و پناہ حاصل کرے پس اس وقت خداوند عالم میری نسل سے ایک شخص کو بھیجے گا۔'' (عقدالدرر۔ص 73)

علامات ظہور

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عالمی انقلاب اور قیام کے لئے کچھ نشانیاں بتائی گئی ہیں اور ان نشانیوں کی پہچان بہت اہم اثرات رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ ''مہدی آل محمد علیہ السلام'' کے ظہور کی نشانیاں ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کے ظاہر ہونے سے منتظرین کے دلوں میں امید کے نور میں اضافہ ہوگا اور دشمنوں اور گمراہوں کے لئے یاددہانی اور خطرہ کی گھنٹی ہوگی تاکہ برائیوں سے باز آجائیں؛ جس طرح کہ انتظار کرنے والوں میں امام علیہ السلام کی ہمراہی اور نصرت کی لیاقت حاصل کرنے کے لئے زیادہ ترغیب اور آمادگی پیدا ہوگئی۔ ویسے بھی مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہونا انسان کے لئے مناسب منصوبہ بندی میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور یہ نشانیاں مہدویت کے جھوٹے دعویداروں کی شناخت کیلئے بہترین معیار ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی مہدویت کا دعوی کرے، لیکن اس کے قیام میں یہ مخصوص نشانیاں نہ پائی جاتی ہوں تو اس کے جھوٹا ہونے کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایات میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی بہت سی نشانیاں ذکر ہوئی ہیں جن میں بعض طبیعی اور عام واقعات ہیں جبکہ بعض غیر طبیعی اور معجزہ نما ہیں۔ ہم ان نشانیوں میں سے صرف برجستہ اور اہم نشانیوں (حتمی نشانیوں) کو بیان کریں گئے جو معتبر کتابوں اور معتبر روایات میں بیان ہوئی ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے ایک روایت کے ضمن میں فرمایا:

''قائم علیہ السلام کے ظہور کی پانچ حتمی نشانیاں ہیں: سفیانی کا خروج، خسف بیداء، یمنی کا قیام، آسمانی آواز اور نفس زکیہ کا قتل۔ اب ہم مذکورہ پانچوں نشانیوں کی وضاحت کرتے ہیں جو متعدد روایات میں بھی بیان ہوئی ہیں، اگر چہ ان واقعات سے متعلق تمام تفصیل ہمارے لئے واضح نہیں ہے۔''

الف: سفیانی کا خروج

سفیانی کا خروج بہت سی روایات میں بیان ہونے والی نشانیوں میں سے ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ سفیانی، ابوسفیان کی نسل سے ہوگا جو ظہور سے تھوڑی مدت پہلے سرزمین شام سے خروج کرے گا وہ ظالم وجابر ہوگا بہت زیادہ قتل وغارت گری کرے گا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام اس کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

''اگر تم سفیانی کو دیکھو گے تو تم نے (گویا) سب سے پلید اور برے انسان کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا خروج ماہ رجب میں ہوگا وہ شام اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد عراق پر حملہ کرے گا اور وہاں وسیع پیمانہ پر قتل وغارت کرے گا۔''

بعض روایات کی بنا پر اس کے خروج اور اس کے قتل ہونے تک کی مدت ۱۵ ماہ ہوگی۔

(غیبت نعمانی، باب ۱۸ ح 1 ص ۳۱۰)

ب: خسف بیداء

خسف کے معنی دھنسنے کے ہیں اور ''بیدار'' مکہ ومدینہ کے درمیان ایک علاقہ کا نام ہے۔

خسف بیداء سے مراد یہ ہے کہ جب سفیانی، امام مہدی علیہ السلام سے مقابلہ کے لئے ایک لشکر مکہ کی طرف بھیجے گا جب یہ بیداء نام کے علاقے میں پہنچے گا تو معجزانہ صورت میں زمین پھٹ جائے گی اور وہ لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سلسلہ میں

فرمایا: »سفیانی لشکر کے سردار کو خبر ملے گی کہ امام مہدی علیہ السلام مکہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، چنانچہ وہ ان کے پیچھے ایک لشکر روانہ کرے گا، لیکن ان کو نہیں پائے گا۔۔۔اور جب سفیانی کا لشکر سرزمین بیداء پر پہنچے گا تو ایک آسمانی آواز آئے گی:

''اے سرزمین بیداء! ان کو نابود کردے۔جس کے بعد وہ سرزمین سفیانی کے لشکر کو اپنے اندر نگل لے گی۔'' (غیبت نعمانی، باب ۱۴، ح ۶۷، ص ۲۸۹)

ج: یمانی کا قیام

سرزمین یمن میں ایک سردار کا قیام امام علیہ السلام کے ظہور کی ایک نشانی ہے جو آپ کے ظہور سے کچھ ہی مدت پہلے ظاہر ہوگا۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے پہلے بلند ہونے والے پرچموں کے درمیان یمنی کا پرچم ہدایت کرنے والے تمام پرچموں میں سب سے بہتر ہوگا، کیونکہ وہ تمہارے امام (امام مہدی علیہ السلام) کی طرف دعوت دے گا۔''

د: آسمانی آواز

امام علیہ السلام کے ظہور سے پہلے آسمان سے آواز آئے گی۔یہ آسمانی آواز بعض روایات کی بنا پر جناب جبرائیل کی آواز ہوگی، جو ماہ رمضان میں سنائی دے گی۔اور چونکہ مصلح کل کا انقلاب ایک عالمی انقلاب ہوگا اور سب کو اس کا انتظار ہوگا؛ لہٰذا دنیا بھر کے لوگوں کو اس آسمانی آواز کے ذریعہ ظہور کی خبر دی جائے گی۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک آسمان سے آواز نہ دی جائے جس کو تمام اہل مشرق و مغرب سن لیں گے۔ (غیبت نعمانی، باب ۱۴، باب 10، ص 187)

اور یہ آواز جس طرح سے مومنین کیلئے باعث خوشی ہوگی اسی طرح بدکاروں کیلئے خطرے کی گھنٹی ہوگی تاکہ اپنے برے کاموں سے باز آجائیں اور امام علیہ السلام کے انصار میں شامل ہو جائیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''آسمان سے آواز دینے والا حضرت امام مہدی علیہ السلام کو آپ کے نام اور آپ کی ولدیت کے ساتھ پکارے گا۔'' (غیبت نعمانی، باب ۱۴، باب 14، ص 262)

ہ: نفس زکیہ کا قتل

نفس زکیہ کے معنی ایسے شخص کے ہیں جو پاکیزگی و کمال کے بلند درجہ پر فائز ہو یا ایسا پاک و پاکیزہ اور بے گناہ انسان ہو کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا ہو اور نفس زکیہ کے قتل سے مراد یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے کچھ دیر پہلے ایک برجستہ اور ممتاز شخصیت یا ایک بے گناہ شخصیت امام علیہ السلام کے مخالفوں کے ہاتھوں قتل ہو جائے گی۔ بعض روایات کی بنا پر یہ واقعہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے ۱۵ دن پہلے رونما ہوگا، اس سلسلہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قائم آل محمد (ص) کے ظہور اور نفس زکیہ کے قتل میں صرف ۱۵ دن رات کا فاصلہ ہوگا۔''

(کمال الدین، جلد 2، باب ۵۷، ص ۵۵۳)

❁❁❁❁❁